مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اگرچہ روبصحت ہیں۔ لیکن ابھی مکمل صحت نہیں ہوئی۔ اس لئے حضورؐ نمازوں میں تشریف نہیں لاسکتے۔

ضلع گورداسپور کے نئے ڈپٹی کمشنر صاحب کی ملاقات کے لئے خان ذوالفقار علی خاں صاحب۔ مولوی عبدالمغنی صاحب۔ صاحبزادہ مرزا شریف احمدؐ صاحب اور مرزا گل محمدؐ صاحب ۶ر نومبر کو گورداسپور گئے

مفتی محمدؐ صادق صاحب اور مولوی محمدالدین صاحب اس وفد میں شریک ہونے کے لئے لاہور گئے۔ جو مسلمانوں کی طرف سے سائمن کمیشن کے سامنے پیش ہوا۔

میر قاسم علی صاحب۔ مولوی اللہ دتا صاحب اور حافظ غلام حسین صاحب لائل پور سے واپس آگئے ہیں*

سائمن کانفرنس کی شخصیتیں

جناب چودھری ظفراللہ خاں صاحب کی نمایاں شخصیت

لاہور کا انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ ۵ر نومبر لکھتا ہے:۔

ہمارا سیاسی نمائندہ جو سائمن کمیشن کے ساتھ ہے۔ ہندوستانی ممبروں کی مختلف النوع شخصیتوں سے بہت ہی متاثر ہوا ہے۔ سر سنکرن نائر وجاہت اور علیحدگی پسند ہیں۔ سردار سکندر حیات خاں صاحب خوش گفتار اور اپنی طرف مائل کر لینے والے ہیں۔ مسٹر راجہ اچھوت اقوام کے نمائندہ ہیں۔ مسٹر اروِن رابرٹس ہوشیار اور چوکس ہیں۔ سر ذوالفقار علیخاں صاحب فاضل اور دل نشین طرز میں گفتگو کرنے والے ہیں*

شہادت دینے والوں پر جرح کرنے کے باب میں ایک نمایاں شخصیت چودھری ظفراللہ خاں صاحب کی ہے۔ آپ ڈاڑھی رکھے ہوئے ہیں۔ اور نہایت ہی سرگرم ہیں۔ آپ کوئی دور از کار بات نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیشہ مطلب کی بات کہتے ہیں اور اس لحاظ سے آپ سر آنفر فروم سے مشابہ ہیں۔ یعنی آپ کی آواز پر شوکت ہے اور نہایت برجستہ تقریر کرنے والے ہیں*

زمیندار کے فکاہات

۲

بہشتی مقبرہ پر زمیندار کے اعتراض کا جواب

زمیندار کا بہشتی مقبرہ کے متعلق اعتراض ذیل کی صورتوں میں پیش کیا گیا ہے۔ جن سے زمیندار کی نظری شرافت اور شریفانہ اور رہنمایانہ اخلاق کا عجیب نمونہ ظاہر ہوتا ہے۔

۱۔ جس گرمجوشی سے قادیانی مرزائیوں کی دشمن عقل جماعت نے منارہ کی تعمیر کے لئے چندہ دیا۔ اس سے مرزا صاحب پر ان کے عقل و خرد سے بیگانہ ہونے کی حقیقت کھل گئی۔ وہ ان کی تمام زرعی و سکنی جائداد پر قابض ہونے کا خواب دیکھنے لگے۔ بہشتی مقبرہ اسی خواب کی تعبیر تھا۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا۔ کہ جو مرزائی بہشتی مقبرہ میں دفن ہو جائے۔ وہ جنتی ہے؛

۲۔ ہندوستان میں رہنے والے مریدوں کو لوٹنے کے لئے تو صرف یہی کہنا کافی تھا۔ اُن ارادت کیشوں کے لئے جو بہ سلسلہ ملازمت یا تجارت ہندوستان سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ بارگاہ خلافت سے یہ انوکھا حکم صادر ہوا کہ اگر وہ ان شرائط کو پورا کر دیں جن کی تکمیل بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ تو ان کی وفات کے بعد ان کے نام کا ایک کتبہ لکھکر بہشتی مقبرہ میں لگا دیا جائیگا۔ ان کے لئے یہی کتبہ بہشت کا ٹکٹ ثابت ہوگا؛

۳۔ طاعون سے فوت شدہ احمدی صاحب وصیت کہ جس کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے۔ کہ دو سال تک صندوق میں رکھکر کسی علیحدہ مکان میں دفن کیا جائے۔ اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں قادیان میں لایا جائے۔ کہ اس فوت ہونے کے مکان اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔ حضرت اقدس کی اس ہدایت پر بصورت اعتراض لکھا ہے "گویا جو مٹی ایک مردہ کے جسم و روح کو صغائر و کبائر کی آلائش سے پاک کر سکتی ہے۔ وہ طاعون کے جراثیم سے پاک نہیں کر سکتی۔ اور قادیان کی گدی کا وہ مالک جو ملائکہ جنت کو (معاذ اللہ) یہ حکم دے سکتا ہے۔ کہ اس شخص کو بلا لحاظ اس کے اعمال کے قصور جنت میں داخل کر لو۔ تو وہ طاعون کے جراثیم کو نہیں روک سکتا؛

۴۔ ہر اس شخص کے لئے جس کی گردن میں مرزا صاحب یا ان کے صاحبزادہ بلند اقبال کی ارادت کا حلقہ پڑا ہوا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ جب تک زندہ رہے۔ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ مرزا بشیر الدین کی نذر کرتا رہے؛

۵۔ کیا حضور سرور کائنات بابانا وامہاتنا نے بھی کسی بہشتی مقبرہ کی چار دیواری کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ اس کی چار دیواری میں دفن ہونا انسان کو اعمال سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

جوابات

زمیندار کے اعتراضوں کا وہ حصہ جو پہلے فقرہ میں پیش کیا گیا اس میں بہشتی مقبرہ کو احمدی لوگوں کے مال حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیکر بصورت اعتراض پیش کرنا بدظنی اور نیز اسلام کی تعلیم سے ناواقفی کی بنا پر ہے۔ کیا مرزا صاحب کا یہ فعل بلحاظ مرزا صاحب کے ہے اگر یہ صورت ہے تو بیشک اعتراض کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کا یہ فعل جب مسیح موعودؑ کی حیثیت کے لحاظ سے اور خدا کی وحی کی بنا پر ہے۔ تو گو ایک عنید اور الدالخصام کی فطرت کا انسان اعتراض کرنے سے باز نہ رہے۔ لیکن ہر ایک شریف اور متدین انسان کہ جس نے اپنی علمی تحقیق سے یقین کے اس پایۂ وثوق تک پہونچنے سے تسلی حاصل کر لی کہ آنے والے مسیح موعود نبی اللہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ تو ایسے شخص کے نزدیک بہشتی مقبرہ کی حیثیت ایمانی جذبات اور قربانی کے احساسات کے ابھارنے کے لئے کبریت احمر اور اکسیر اعظم کا حکم رکھنے والی ثابت ہوگی۔

کاش! زمیندار اعتراض سے پہلے مدینۃ الرسول کے مقبرہ جنۃ البقیع کو بھی ذہن میں رکھ لیتا جس کا ترجمہ بہشتی مقبرہ کے سوا اور کیا ہے۔ اور ایسا ہی آیۃ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ کو تلاوت کر لیتا۔ تو اسے کم از کم یہ معلوم ہو جاتا۔ کہ اس آیت میں جنت کے عوض مومنوں کے لئے نہ کسی جان کا استثنا پایا جاتا ہے۔ نہ کسی مال کے کسی حصہ کا لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو صرف مال ہی کا دسواں حصہ شرط کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور وہ بھی احمدیوں کے اپنے اختیار پر چھوڑا ہے۔ کہ جس کی مرضی ہو۔ وہ وصیت کرے جس کی مرضی نہ ہو۔ اس پر کوئی جبر نہیں۔ کاش زمیندار کو خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم کے ارشاد پر ہی نظر ہوتی۔ جو منافقوں اور کافروں کے نزدیک سخت قابل اعتراض اور ناگوار تھا لیکن جب ہر ایک قوم اپنی اپنی ترقی کے لئے جان و مال کی قربانیاں کر رہی ہے۔ خواہ وہ قربانیاں نتیجہ اور اغراض و مقاصد کے لحاظ سے مضر ہی کیوں نہ ہوں۔ جب ایسی قربانیوں پر بھی زمیندار کو اعتراض نہیں تو الٰہی سلسلہ کی قربانیوں پر اس کا معترض ہونا چہ معنے دارد۔

اعتراض کا وہ حصہ جو دوسرے نمبر کے فقرہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ ہندوستان سے باہر کے احمدیوں کے لئے یا جن کی نعش کا بہشتی مقبرہ میں پہونچایا جانا متعذر ہو ان کے لئے کتبہ نصب کرنے کی ہدایت جو الوصیت کی پیش کردہ شرائط سے ہے۔ وہ سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی بارگاہ خلافت سے نہیں۔ بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہے۔ پس زمیندار کا رسالہ الوصیت مصنفہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو بارگاہ خلافت کی طرف منسوب کرنا حالات سلسلہ سے ناواقفیت کی بین دلیل ہے۔ کیا ایسا شخص جو اعتراض کرنے کے وقت اتنا فرق بھی نہیں سمجھتا۔ کہ رسالہ الوصیت کس کی تصنیف ہے۔ اور اس کی پیش کردہ ہدایات اور شرائط کس کی طرف سے پیش کی گئی ہیں۔ وہ تحقیق کی غرض سے اعتراض کرتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ تعصب اور عناد کی تاریکی میں خبط عشواء کے طور پر یا حاطب اللیل کی صورت میں؛

رہا یہ امر کہ وفات کے بعد اس کا کتبہ نصب کرنے سے اس کا بہشتی مقبرہ والوں کے برابر ہونا انوکھا امر ہے۔ انوکھا نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے نزدیک مخلص کے اخلاص اور ایثار کا نشان ہے۔ اور بعد کی نسلوں کے لئے اس کی قربانی کا نمونہ بطور یادگار رکے۔ پس اس صورت میں اعتراض کیا ہوا۔ ے نکتہ چیں را چشم مے باید نخست

فقرہ نمبر ۳ کے اعتراض کا جواب یہ ہے۔ اور اسی طرح سے ہے جس طرح آنحضرتؐ کے ارشاد واجب الاعتماد المطعون فی الجنۃ کے متعلق اعتراض کرنے والے کو آپ جواب دے سکتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آنحضرتؐ نے طاعون سے مرنے والے مومن کو شہید قرار دیکر بہشتی فرمایا۔ کیا آنحضرت ملائکہ جنت کو یہ حکم نہ دے سکتے تھے۔ کہ ایسے بہشتی مومن سے طاعون کے جراثیم روک دیں۔ جب وہ بہشتی تھا۔ تو طاعون کے جراثیم سے وہ کیوں نہ بچ سکا۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا

پھر آپ کا یہ کہنا۔ کہ "بہشتی مقبرہ کی مٹی ایک مردہ کے جسم و روح کو صغائر و کبائر کی آلائش سے پاک کر سکتی ہے"۔ یہ آپنے حضرت اقدس کے رسالہ الوصیت کی پیش کردہ ہدایات کے خلاف کہا ہے۔ اور محض دھوکہ دیا ہے۔ یا حضرت اقدس کے کلام کا مفہوم غلط طور پر سمجھا۔ حضرت کی عبارت مندرجہ الوصیت کو پڑھو۔ پھر پڑھو۔ اور بار بار پڑھکر دیکھو۔ اس میں یہ مفہوم جو زمیندار نے لکھکر شائع کیا۔ ثابت نہیں ہوگا۔ ہاں حضرت اقدس کی عبارت کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ اس سرزمین میں بہشتی لوگ ہی دفن ہوں گے۔ پس بہشتی لوگوں کی خصوصیت نے اس سرزمین کو بہشتی مقبرہ بننے کی خصوصیت بخشی۔ اور بہشتی لوگوں کو جو بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے یا دفن کئے جائیں گے۔ رسالہ الوصیت کے شرائط مندرجہ کی پابندی جو تقویٰ کو مستلزم اور مثل الجنۃ التی وعد المتقون کے الٰہی ارشاد کا مصداق بنانے والی ہے۔ بہشتی بنانے والی ہے۔ پس اس مفہوم اور زمیندار کے بیان کردہ مفہوم میں کتنا بڑا فرق ہے؛

فقرہ نمبر ۴ میں جو اعتراض کی صورت پیش کی ہے۔ اس کا جواب وہی ہے۔ جو زمیندار کے نزدیک آنحضرتؐ اور حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے چندہ لینے پر منافقوں اور کافروں کے اعتراضوں کا جواب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کا طرز عمل اسی منہاج پر ہے۔ جو آنحضرت اور آپ کے خلفاء کا تھا۔ اور میں نے بتایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ۱/۱۰ حصہ مال کی شرط پیش کی ہے۔ لیکن قرآن نے ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ کے ارشاد میں جنتی بننے والوں کی جانوں

اور مالوں سے کسی کا بھی استثنا نہیں کیا۔ صدیق اکبر کا نمونہ تو آپ کو یاد ہوگا۔ کہ سب کا سب گھر کا مال اور اثاثہ البیت حضور سرور کائنات کے سامنے لا رکھا اور حضور نے بجائے اس کے کہ آپ کے پیش کردہ مال سے کچھ واپس کر دیتے۔ آپ کے اخلاص کی تعریف فرماتے ہوئے آپ کے پیش کردہ سب مال کو قبول فرما لیا اب کیا آپ کے نزدیک یہ ایثار قابل تعریف ہے۔ یا قابل اعتراض اور قابل مذمت۔ یا اس پر آنحضرتؐ کی ذات والاصفات پر نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا نہیں۔ تو ۱/۱۰ حصہ کی قربانی اور ایثار کیوں قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک یہ تکلیف مالایطاق ہے۔ تو اس کے لئے کسی پر جبر نہیں۔ بلکہ بعض ایسے مخلصین بھی ہیں۔ جو ۱/۱۰ کی بجائے ۱/۳ حصہ جائداد کا عاشقانہ جوش کے ساتھ وصیت میں ادا کرنے والے ہیں۔

جان و مال اس کو دیا جس کا کہ جان و مال تھا

پھر دیا توفیق سے اس کی دگر نہ تھا ہی کیا

فقرہ نمبرہ میں لکھا ہے۔ کہ "کیا حضور سرور کائنات نے بھی کسی بہشتی مقبرہ کی چار دیواری کا سنگ بنیاد رکھا تھا" اس کے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ ہر ایک نبی کی بعثت کی غرض اور اصل مقصد ہی یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں بہشتی مقبرہ کی چار دیواری کا سنگ بنیاد رکھیں۔ اگر خدا کے انبیاء کی طرف سے بہشتی مقبرہ کی چار دیواری کا سنگ بنیاد نہ رکھا جائے تو ہم کسی کی نسبت بہشتی ہونے کا وصف منسوب ہی نہ کر سکیں۔ اور آنحضرتؐ نے قرآن اور اسلام کی تعلیم اور ہدایات کی پابندی کی شرط سے جسقدر بہشتی مقبرہ کی وسیع چار دیواری کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کی نظیر تو دنیا کے کسی بھی نبی میں نہیں پائی جاتی۔ میں زمیندار سے پوچھتا ہوں کہ مدینۃ الرسول میں وہ مقبرہ جو جنت البقیع کے نام سے اب تک مشہور چلا آتا ہے۔ اور اس میں آنحضرتؐ کی صحابہ اور ازواج مطہرات بھی مدفون ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک وہ بہشتی مقبرہ نہیں۔ اگر ہے تو کیوں ہے۔ اگر آپ آنحضرت کی اتباع اور آپ کی تعلیم کی پابندی کی شرائط کو ان مدفون ہونے والے صحابہ اور ازواج و دیگر مخلصین کے بہشتی ہونے کی وجہ قرار دیکر اسے بہشتی مقبرہ قرار دیں۔ تو پھر قادیان کا بہشتی مقبرہ جو سرور کائنات کی موعود اور مظہر اتم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ہدایات پر قربان ہونے والوں کی مقدس خوابگاہیں ہیں۔ اور جو بہشتی مقبرہ کے نام سے خدا کی وحی کے ماتحت نامزد ہوا۔ اس پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔

پھر زمیندار کا یہ کہنا کہ بہشتی مقبرہ کی چار دیواری میں دفن ہونا اعمال سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کا اوپر جواب ہو چکا۔ ہاں زمیندار کا یہ فقرہ کہ چار دیواری میں دفن ہونا اعمال سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ زمیندار کے خبط حواس پر دلالت کرنے کے لحاظ سے عجیب فقرہ ہے۔ جسے پڑھکر ہنسی آتی ہے کیا رسالہ الوصیت کے پیش کردہ شرائط اور ہدایات جن کی پابندی ہر ایک موصی پر فرض کر دی گئی۔ اور موصی کے لئے متقی اور صالح ہونے کی شرط بالخصوص پیش کرنے سے وصیت کا سارا دارومدار ہی تقویٰ پر رکھا گیا جو اعمال سے بے نیاز ہونے کے سخت منافی اور مغائر ہے پس ایسی تعلیم کے پیش کرتے کے باوجود پھر یہ فقرہ منہ سے یا قلم سے نکالنا کس قدر تعجب خیز ہے۔ جو بصراحت زمیندار کی بلاہت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر یہ مفہوم اور مطلب نہیں تو پھر فقرہ مذکورہ کا یہ مفہوم کہ دفن ہونے کے بعد اعمال سے بے نیاز ہو تا سو اس صورت میں تو ہر ایک مقبرہ کے مدفونین اعمال سے فارغ اور بہشتی مقبرہ والے بھی دفن ہونے کے بعد واقعی بے نیاز ہی ہیں۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان بہادر سردار غلام حسین خانصاحب آنریری سب جج درجہ چہارم سوری لنڈراں ضلع ڈیرہ غازی خان

مرلہ رام ولد کالا رام جوگہ سکنہ سینجر سیداں مدعی

بنام

گامن ولد نامعلوم پشاری سکنہ سینجر سیداں مدعا علیہ

دعوےٰ مبلغ ۱۱۵ ؍

ہرگاہ مدعی نے ایک نالش دیوانی تعدادی مبلغ ۱۱۵ برخلاف مدعا علیہ عدالت ہذا میں گذرانی ہے۔ مدعا علیہ اپنے اوپر تعمیل سمن نہیں کرنے دیتا۔ اور گریز کرتا ہے۔ اور تعمیل سمن سے روپوش ہے لہذا تاریخ پیشی ۱۳ ر نومبر ۱۹۳۸ء مقرر کی گئی ہے۔ مدعا علیہ تاریخ مقررہ پر بمقام لنڈراں حاضر ہو کر جواب دہی مقدمہ کی کرے ورنہ بعدم حاضری اس کے مقدمہ مسموع اور فیصلہ کیا جائیگا آج بتاریخ ۲۹ ماہ اکتوبر ۱۹۳۸ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت جاری کیا گیا۔

دستخط

خان بہادر سردار غلام حسین خانصاحب سب جج درجہ چہارم سوری لنڈراں ضلع ڈیرہ غازی خاں (مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان بہادر سردار غلام حسین خانصاحب آنریری سب جج درجہ چہارم سوری لنڈراں ضلع ڈیرہ غازیخاں

ہندو خاندان مشترکہ اودھو رام ولد ایسرداس جوگہ وغیرہ مدعیان سکنہ سینجر سیداں مدعی

بنام

گنشام رام ولد دیان رام کالڑہ سکنہ راکمن مدعا علیہ

دعوےٰ ۱۱۵ ؍

ہرگاہ مدعیان نے ایک نالش دیوانی تعدادی مبلغ ۱۱۵ ؍ برخلاف مدعا علیہ عدالت ہذا میں گذرانی ہے۔ مدعا علیہ اپنے اوپر تعمیل سمن نہیں کرنے دیتا۔ وہ روپوش پھرتا ہے۔ لہذا تاریخ پیشی مقدمہ ۲۳ ر نومبر ۱۹۳۸ء مقرر کی گئی ہے۔ مدعا علیہ حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کی بمقام لنڈراں تاریخ مقررہ پر کرے دگرنہ بغیر حاضری مدعا علیہ کے مقدمہ سماعت کیا جاویگا۔ اور فیصلہ ہوگا۔ آج بتاریخ ۲۹ ر اکتوبر ۱۹۳۸ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ دستخط:۔ خانبہادر سردار غلام حسین آنریری سب جج درجہ چہارم سوری لنڈراں ضلع ڈیرہ غازیخاں (مہر عدالت)

ہندوستان کی خبریں!

لاہور۔ یکم نومبر۔ کابل کے جو موجودہ سفیر صاحب ہندوستان میں رہتے ہیں۔ وہ روما (اٹلی) جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ افغان سفیر مقیم بمبئی محمد عثمان صاحب سفیر بنیں گے۔ اور باقی سفارتوں میں بھی کچھ تبدیلیاں ہوں گی ؛

دہلی۔ یکم نومبر۔ ہز ہائینس مہتر چترال چند دنوں کے لئے دہلی تشریف لانے والے ہیں۔

مدراس۔ یکم نومبر۔ مسولی ٹپم کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک مقدمہ کے دوران میں عدالت میں جو دستاویز پیش کی گئی ہے اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ نظام الملک مرحوم نے شیوجی کے ایک مندر کو دو ہزار ایکڑ اراضی دی تھی۔

بمبئی۔ یکم نومبر۔ جہاز مارسیلز ہندوستان کے لئے گورہ فوج لے کر آج بمبئی پہونچا۔ اسی جہاز سے فاتح ڈربی گرے کر یسینڈر کا پنج سالہ بچھیرا گرے کار متھین بھی اترا۔ یہ گھوڑا ملک معظم نے شاہ افغانستان کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ شنبہ تک یہ گھوڑا زیر معائنہ رہے گا۔ اس کے بعد کابل کو روانہ کر دیا جائے گا۔ جہاز سے اترنے پر ایک سرکاری افسر حیوانات نے اس کا معائنہ کیا۔ یہ گھوڑا بڑا قد آور ہے۔ اور بڑا مضبوط اور تنومند ہے اس کی پیشانی پر ستارے کا ایک نشان بھی موجود ہے۔

دہلی ۲ نومبر۔ جمنا کے پل پر سے گذرنے والے ٹھیلے والوں سے دو دو پیسہ رشوت لینے کے الزام میں دو پولیس کے سپاہی موقوف کر دئے گئے ہیں۔ انچارج تھانہ کشمیری دروازہ نے خود جا کر ان کو رشوت لیتے دیکھا تھا۔

مدراس۔ یکم نومبر۔ تامل نیڈو کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ گنیش جی کے مندر کی تعمیر پر تھر پور کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں جھگڑا ہو گیا۔ مسلمانوں نے مندر کی تعمیر پر اعتراض کیا۔ جس سے گذشتہ اتوار فساد ہو گیا۔ پولیس نے ۱۴ ہندوؤں اور ۴ مسلمانوں کو گرفتار کیا ہے ؛

کلکتہ۔ یکم نومبر۔ نو لڑکے اور دو لڑکیاں جن کی عمریں پانچ سے بارہ سال کے درمیان ہیں۔ گذشتہ دس روز کے اندر غائب ہوئی ہیں۔

مدراس یکم نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند نے حکومت مدراس کو مجلس لیجسلیٹو کونسل میں پبلک سروس کمیشن بل جاری کرنے کی اجازت دیدی ہے ؛

کنٹرولر آف کرنسی کی پریس کو ایک اطلاع مظہر ہے کہ ناسک پریس میں سو سو روپے کے جو نوٹ شائع ہوئے ہیں۔ وہ پہلے مدراس کرنسی آفس اور بعد ازاں دیگر کرنسی آفسوں سے شائع کئے جائیں گے۔ انگلستان کے مطبوعہ نوٹ جو ہندوستان میں رائج تھے۔ ان کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ جدید نوٹ جو ہندوستان میں شائع کئے گئے ہیں۔ ان کا طرز نیا نہیں ہے اعداد کو نمایاں کرنے کے لئے کچھ رنگ میں تغیر کر دیا گیا ہے۔

مدراس۔ ۳ نومبر۔ سر محمد اقبال نے مدراس لیکچرز آن اسلام کی مجلس کی دعوت پر مدراس میں دینیات اور تخیل جدید پر چھ لیکچر دینے منظور کئے ہیں۔ امید ہے۔ کہ سر ڈاکٹر محمد اقبال ۹ دسمبر کو مدراس تشریف لائیں گے۔ اور مجلس موصوفہ کے مہمان کی حیثیت سے مدراس میں قیام فرمائیں گے۔

لکھنؤ۔ ۴ نومبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک جلسہ ۱۲ نومبر کو لکھنؤ میں منعقد ہو گا۔ مسٹر جناح جلسہ کی صدارت فرمائیں گے۔

جموں۔ ۳ نومبر۔ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کشمیر ۲۳ نومبر کو مارسیلز سے روانہ ہو کر ۹ دسمبر کو جموں پہونچیں گے

سکندر آباد میں پلیگ کا بہت زور ہو گیا ہے۔ عوام کے لئے شہر سے باہر خیمے لگا دئے گئے ہیں۔ جن میں پانی اور بجلی کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ صحت کمیٹی پوری کوشش سے روک تھام میں مصروف ہے۔ مگر پلیگ میں کمی نہیں ہوتی۔

کلکتہ۔ ۳ نومبر۔ انگلشمین کا نامہ نگار مقیم نئی دہلی رقمطراز ہے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ کہ کنور مہاراج سنگھ جنوبی افریقہ میں مسٹر شاستری کی جگہ ایجنٹ جنرل مقرر ہوں گے۔ یہ عہدہ مسٹر جیاکر کو بھی پیش کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ؛

دہلی ۴ نومبر۔ خواجہ حسن نظامی صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آج دن کے گیارہ بجے حضور نظام دکن کی خاص گاڑی دہلی پہونچی۔ سٹیشن سے شہر تک دو ڈھائی میل میں ہندو اور مسلم دو لاکھ کی تعداد میں جمع تھے۔ لوگ ہمہ تن شوق بنے کوکبہ شاہی کے منتظر تھے۔ حضور سٹیشن سے ایک بجے روانہ ہوئے لیکن چونکہ موٹر پر کوئی خاص نشان نہ تھا۔ اس لئے لوگوں کو معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ شہریار کہاں رونق افروز تھے۔ تاریخ دہلی میں آج تک کبھی اس قدر ہجوم نہیں ہوا ؛

احمد آباد۔ ۴ نومبر معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی یورپ جا رہے ہیں۔ آپ شائد موسم سرما میں ہی روانہ ہو جائیں گے

لاہور۔ ۳ نومبر۔ آج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ریلوے لوکو آؤٹ آفس کے مشہور مقدمہ ڈکیتی کا فیصلہ سنا دیا ملزمان کرٹس ایمنڈ ہیلٹ اور پالا سنگھ حاضر عدالت تھے۔ ملزم کرٹس کو عدالت نے ۴ سال قید با مشقت کی سزا دی۔ اور حکم دیا کہ بعد از رہائی ملزم دو سال تک زیر نگرانی پولیس رہے۔ کیونکہ ملزم پیشتر چھ بار سزا یافتہ ہے۔ ملزم ہیلٹ کے متعلق عدالت نے اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ کہ ملزم کی تین سو روپے ماہوار کی ملازمت جا رہی ہے۔ صرف ایک سال قید سخت کی سزا دی۔ ایمنڈ ملزم کو زیر دفعہ ۴۱۱ چار ماہ قید سخت کا حکم سنایا ؛

سر ذوالفقار علی خاں کی سرکردگی میں تیس کے اوپر مسلمانوں کا ایک وفد سائمن کمیشن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے ایک سپاسنامہ بھی پیش کیا۔ جس کے جواب میں سر جان سائمن نے کہا۔ کہ ہم یہاں یہ خواہش لے کر آئے ہیں۔ کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں انسان اور انسان کے مابین انصاف کریں ؛

مدراس ۴ نومبر معلوم ہوا ہے کہ مسٹر رنگا آئر نے جسے پنڈت موتی لال نہرو نے جھوٹا وغیرہ لکھا تھا۔ مسٹر جارج جوزف سے کہا ہے کہ وہ پنڈت موتی لال نہرو کے خلاف مقدمہ ہتک دائر کر دے جس میں پنڈت جی سے بر جانہ طلب کیا جائیگا۔

غیر ممالک کی خبریں!

لندن۔ ۳۱ اکتوبر۔ ایک شخص موٹر بائیسکل پر جا رہا تھا کہ اس پر الو نے حملہ کر دیا۔ جس سے اس کی آنکھوں پر خون ہی خون جم گیا۔ اور وہ دیکھنے سے معذور ہو گیا۔ اس پر بائیسکل اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔ اور وہ خود ایک طرف جا گرا۔ جہاں کسی سائے میں اس نے شب بسر کر کے جانور سے پیچھا چھڑایا۔

ر گیمی۔ ۳۰ اکتوبر۔ جدید اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ اب بے روزگاروں کی تعداد تیرہ لاکھ چہالیس ہزار دو سو تک پہونچ گئی ہے۔ ایک ہفتہ سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ یہ تعداد تیس ہزار اور چھیالیس ہزار تھی۔ اور ایک سال کا ذکر ہے کہ یہ تعداد دو لاکھ ستر ہزار ایک سو اڑسٹھ تھی ؛

حال ہی میں یہ امر روشنی میں آیا ہے۔ کہ چین میں سب دنیا کا پرانا اخبار موجود ہے۔ اس کا نام پیکن گزٹ ہے۔ اس اخبار کی عمر ہزار برس سے زائد ہے۔ صرف اس اخبار کی عمر ہی زیادہ نہیں ہے بلکہ اس کی اشاعت کے دوران میں اس کو پندرہ سو کے قریب ایڈیٹر اپنے مخالفوں کے ہاتھوں قتل کرانے پڑے ہیں۔ اب ناظرین خود ہی اندازہ لگالیں کہ اس کے کتنے رپورٹر ذبح کئے گئے ہوں گے۔

قسطنطنیہ۔ انگورہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ممبران کا ایک گروہ تحریک کریگا۔ کہ جمعہ کی بجائے اتوار کو چھٹی ہوا کرے۔ تاجر اور دکاندار لوگ اس تبدیلی کے حق میں ہیں۔ ترکی عورتوں کی یونین نے اس کے حق میں پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔

پیکن۔ اکتوبر۔ دار السلطنت کے نانکن کو تبدیل ہو جانے سے پیکن کو سخت نقصان پہونچا ہے۔ ۳۵۰۰ دکانیں بند ہو گئی ہیں۔ سینکڑوں اور دکانیں بھی بند ہونے والی ہیں۔ ہزاروں خاندان بھی شہر چھوڑ گئے ہیں۔ بہت سے مالکان جائداد تباہ ہو گئے۔ غربا شدید ترین مصائب موسم سرما میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ڈکیتی اور قزاقی کی وارداتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ لاکھوں آدمی فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ ڈاکوؤں کی چیرہ دستی بڑھی ہوئی ہے ؛

لندن۔ ۲ نومبر۔ ترکی حکومت عنقریب خاندان عثمانیہ کے مشہور شاہی جواہرات کو فروخت کرنے والی ہے۔ اور ان کی قیمت دو کروڑ پونڈ یعنی ۳۰ کروڑ روپیہ ہے ؛

برلن کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ بخارسٹ میں پولینڈ اور رومانیہ میں اس مطلب کیلئے خفیہ گفت و شنید ہو رہی ہے کہ یہ دونوں طاقتیں ملکر روس پر حملہ کر دیں۔ اور سارین کا علاقہ روس سے علیحدہ کر دیں پولینڈ کا مارشل پلسوڈسکی بھی اس مطلب کیلئے بخارسٹ میں گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گفت و شنید کی اس تحریک میں فرانس کا ہاتھ ہے۔

نانکن ۲ نومبر۔ مسز چیانگ کیشک کو جو صدر حکومت کی زوجہ اور مسٹر سن یات سین کی ہمشیرہ ہیں۔ چینی حکومت کی مجلس آئین سازی کمیٹی کی رکن مقرر کیا گیا ہے ؛

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

احمدیہ مسجد لاہور کا انتظام

احمدیہ مسجد بیرون دہلی دروازہ لاہور کی تعمیر نہ صرف مقامی اصحاب کے لئے بہت بابرکت ثابت ہو رہی ہے۔ بلکہ لاہور کے سے مرکزی شہر میں آنے والے ایسے بیرونی اصحاب کے لئے جو شہری مکانات کی تنگی یا اور وجوہات سے کسی دوست کو اپنے ٹھہرنے کی تکلیف نہ دینا چاہیں قیام کی جگہ بھی ہے۔ اور بہت لوگ وہاں چلے جاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی موجودہ حیثیت اور وسعت کے لحاظ سے بہت شاندار مسجد تعمیر کی ہے۔ اس کے بیرونی دروازوں کو بھی کواڑ نہیں لگے ہوئے۔ اور نہ حفاظت کا کوئی اور انتظام ہے۔ اس لئے عموماً ان لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جو وہاں ٹھہرتے ہیں۔ اور بعض اوقات نقصان بہت بڑا اور سخت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ چند دن ہوئے۔ مجھے بھی ایک رات وہاں گذارنے کی ضرورت پیش آئی۔ میں وہاں کے خطرات سے پہلے ہی کسی قدر واقف تھا۔ اور بعض دوستوں نے سونے سے قبل آگاہ بھی کر دیا۔ اس لئے میں نے حتی الوسع احتیاط کر لی۔ لیکن باوجود اس کے میری مشہدی لنگی معہ کلاہ چوری ہو گئی۔ اسی رات ایک اور دوست کی گرگابی اڑائی گئی۔ اور ایک شخص کا کرتا گم ہوا۔

چونکہ تلاش محض بے سود تھی۔ اس لئے اس کی تو کسی نے کوشش ہی نہ کی۔ البتہ بعض اصحاب نے اس امر پر اظہار تعجب کیا۔ کہ اب کے نقصان بہت عرصہ کے بعد ہوا ہے۔ اور جب اس عرصہ کے متعلق پوچھا گیا۔ تو بتایا گیا۔ کہ بیس پچیس دن کے بعد گویا اتنے دن نقصان نہ ہونا حیرت انگیز امر تھا۔ ان حالات میں ظاہر ہے۔ کہ کس قدر نقصان کا خدشہ ہے۔ اور جو اصحاب وہاں جائیں۔ انہیں کتنی احتیاط کی ضرورت ہے۔

یہ سطور میں ایک تو ایسے اصحاب کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں۔ جنہیں لاہور جا کر احمدیہ مسجد میں قیام کی ضرورت پیش آئے۔ دوسرے جماعت لاہور کے کارکن اور سرکردہ اصحاب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ بیرونی اصحاب کی رہائش یا تو کلیتہً مسجد یا اس کے ملحقہ کمروں میں بند کر دیں۔ یا پھر اس کے متعلق کم از کم اتنا تو انتظام کریں۔ کہ مسافروں کے تن کے کپڑے اور پاؤں کی جوتیاں تو گم نہ ہوں۔ اور انہیں بحالت مسافرت سخت سراسیمہ نہ ہونا پڑے۔

میرے خیال میں یہ کوئی اتنی بڑی مشکل نہیں ہے۔ جس کا انتظام نہ کیا جا سکتا ہو۔ بہت تھوڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ اور مجھے امید رکھنی چاہیئے احباب لاہور موجودہ نقصان رساں صورت کو زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہنے دینگے۔ بلکہ جلد از جلد اس بارے میں خاطر خواہ انتظام کرینگے۔ لیکن اگر خدانخواستہ وہ کوئی انتظام نہ کر سکتے ہوں۔ تو عام آگاہی کے لئے اعلان ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس کے بعد اگر کوئی مسجد میں ٹھہرے۔ اور اس کا نقصان ہو جائے۔ تو اسے مسجد کے منتظمین کے متعلق شکوہ پیدا ہونے کی بجائے اپنی غفلت اور نادانی کا اعتراف کرنا پڑے۔

اگر فی الحال اتنا ہی کر دیا جا سکے۔ کہ جو لوگ بطور مہمان وارد ہوں۔ ان کی اشیا خادم مسجد لیکر محفوظ جگہ رکھ دیا کرے۔ اور یہ اس کا فرض ہو۔ تو بھی ایک حد تک نقصان کا خطرہ دور ہو سکتا ہے۔ لیکن اصل انتظام یہی ہے۔ کہ احاطہ مسجد کو دروازے لگا کر محفوظ کر دیا جائے۔

غیر مبائعین کا مقدمہ

ماسٹر یعقوب خاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے جو نوٹس پانچہزار اور پچاس ہزار کے ایڈیٹر و پرنٹر "الفضل" کو دئے تھے۔ اور ان کی تعمیل نہ کرنے پر دیوانی مقدمہ دائر کرنے کی اطلاع دی تھی۔ اس کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ سردست ماسٹر یعقوب خاں صاحب سے جن کی رہائش پیغام بلڈنگ لاہور میں ہے دیوانی کی بجائے فوجداری مقدمہ گجرات میں دائر کرایا گیا ہے۔ اس کے متعلق پیغام صلح میں شائع ہوا تھا۔ کہ تاریخ پیشی ۷ نومبر مقرر ہوئی تھی۔ لیکن ۸ نومبر تک کوئی باضابطہ اطلاع تاریخ پیشی کے متعلق عدالت سے ہمارے پاس نہیں پہونچی۔

مسلمانان جمشید پور نہرو رپورٹ کے خلاف

جمشید پور ۵ نومبر۔ سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ اشاعت اسلام جمشید پور حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں:-

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام جمشید پور سائمن کمیشن کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اور اس سے مسلم مفاد کے لئے بالخصوص اور تمام ہندوستان کے لئے بالعموم بہترین امیدوں کی توقع رکھتی ہے۔

ہم نہرو رپورٹ کو ناپسند کرتے ہیں۔ لیکن صوبجات کی کامل خود اختیاری کے ساتھ فیڈرل سسٹم آف گورنمنٹ چاہتے ہیں۔ ہم سندھ کی علیحدگی اور اس میں اصلاحات کا نفاذ نیز صوبہ سرحدی اور بلوچستان میں اصلاحات کا نفاذ ضروری سمجھتے ہیں۔ ہم تمام صوبجات میں جداگانہ نیابت اور پنجاب اور بنگال میں تناسب آبادی کی بنا پر نشستوں کی تخصیص سنٹرل گورنمنٹ میں مسلمانوں کی لئے نیابت جملہ مذاہب کو تبلیغ و اشاعت کے [illegible] حقوق [illegible] تسلیم کرتی ہیں۔

اخبار احمدیہ

شکریہ

بابو عبد الغفور صاحب احمدی نواں شہر (ایبٹ آباد) نے اپنی گرہ سے ایک سال کے لئے ایک صاحب کے نام "الفضل" پہلے جاری کرایا تھا۔ اور ایک اور لائبریری کے نام ایک سال کے لئے اب کرایا ہے جس کے لئے صاحب موصوف کا شکریہ ہے۔ احباب انکے لئے دعائے خیر کریں۔ مینیجر الفضل

پتہ

آئندہ میرا پتہ یہ لکھنا کافی ہوگا۔ احمدیہ دار التبلیغ ملتان شیخ محمود احمد مصری مبلغ جماعت احمدیہ

درخواست ہائے دعا

۱- میری اہلیہ صاحبہ عرصہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احمدی احباب کی خدمت میں التجا ہے۔ کہ دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار شفیق احمد بھٹی۔

۲- خاکسار کی والدہ صاحبہ ایک عرصہ سے بعارضہ دمہ بیمار ہیں۔ ناظرین ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد عبد اللہ بوتالوی

۳- میری والدہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ محمد علی

۴- میرا لڑکا جو پچھلی عمر میں اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح ثانی کی دعاؤں سے عطا فرمایا ہے۔ بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ حکیم محمد قاسم سولا لامی

۵- خاکسار ان دنوں ایک ابتلاء میں مبتلا ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ احقر ممتاز علی خاں پورہ ضلع اوناؤ

ولادت

میرے بھائی ڈاکٹر محمد احسان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم اور حضرت اقدس کی دعاؤں کی برکت سے اٹھارہ سال کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو لمبی عمر عطا فرما کر خادم دین بنائے

نیازمند محمد شفیع وٹرنری اسسٹنٹ کبیروالہ

اعلان نکاح

مولوی تاج الدین صاحب مولوی فاضل کا نکاح مسمات شریفہ بیگم بنت چوہدری حسین بخش صاحب سکنہ گھٹیالیاں سے بعوض مبلغ پانچصد روپیہ چوہدری غلام محمد صاحب آف پوہلہ نے پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔ محمد علی سیکرٹری انجمن احمدیہ گھٹیالیاں

خواتین جماعت احمدیہ اور احمدیہ مشن لنڈن کا چندہ

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے خواتین جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے ایک حالیہ مضمون میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ انہیں احمدیہ مشن لنڈن میں اضافہ کے لئے ۹ ہزار روپیہ جمع کرنا چاہیئے۔ اس پر مختلف مقامات کی احمدی مستورات جلسے منعقد کر کے فراہمی چندہ کی کوشش کر رہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب ان کی مساعی جمیلہ کا ذکر اخبار میں کریں گے۔ اس وقت تک جہاں کی خواتین نے اس بارے میں تاحال کوئی عملی قدم نہ اٹھایا ہو۔ انہیں توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ بھی جلد سے جلد کام شروع کر دیں۔ اور اپنی کوشش سے "الفضل" کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ اخبار میں ذکر کیا جا سکے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ نومبر ۱۹۲۸ء عیسوی | جلد ۱۶

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء

اور اس کے اخراجات

(از جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال)

جماعت احمدیہ کی صداقت اور اس تحریک کے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کا یہ ایک عظیم الشان ثبوت ہے۔ کہ یہ سلسلہ بے شمار مخالفین اور معاندین کی مخالفانہ کوششوں کے باوجود دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اور یہ جماعت جس کی بنیاد آج سے کچھ عرصہ قبل ایک ایسے انسان نے رکھی۔ جو ان سامانوں سے کلیتہً تہی دست تھا۔ جو اس زمانہ میں کسی انسان کی ترقی اور کامیابی کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس کا مرکز ایک ایسے مقام کو قرار دیا۔ جو نہ صرف خود ہی دنیاوی مشاغل اور دلچسپیوں سے محروم تھا۔ بلکہ ایسے مقامات سے جو کسی نہ کسی وجہ سے اپنے اندر کوئی کشش رکھتے ہیں۔ بالکل الگ تھلگ اور دور تھا۔ لیکن اس مقدس وجود کے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو خدا تعالےٰ نے کس طرح بڑھایا اور بادصرصر کے تیز و تند جھونکوں کے باوجود اسے کس قدر بلند و بالا کیا۔ اس کا ایک نظارا اس سالانہ جلسہ پر دکھائی دیا کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد مبارک کے ماتحت ہر سال اواخر دسمبر میں قادیان میں انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ اور ہر جلسہ سالانہ گذشتہ جلسہ سے ہر طرح زیادہ بارونق اور ہر پہلو سے زیادہ کامیاب رہ کر اہل بصیرت لوگوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوتا ہے۔

سنہ ۱۸۹۲ء سے یہ سلسلہ جلسوں کا شروع ہوا ہے پہلے جلسہ میں صرف ۳۲۷ دوست شریک ہوئے تھے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس گاؤں میں جو نہ تجارت کی منڈی ہے۔ نہ زراعت کا مرکز اور جہاں نہ کسی قسم کے کارخانے ہیں۔ اور نہ ریل یا تار تھی صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ایسی رونق اور برکت دی۔ کہ پہلے جلسہ سالانہ سے لے کر اب تک ہر سال ترقی ہی ترقی ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ گذشتہ جلسہ سالانہ پر اس کثرت سے مہمان آئے۔ کہ گذشتہ سال کے اندازہ کے مطابق جو جلسہ گاہ بنائی گئی تھی۔ وہ ناکافی ثابت ہوئی۔ اور راتوں رات اُسے اور زیادہ وسیع کرنا پڑا +

جب ایسی صورت میں کہ قادیان میں پہونچنا ریل کے نہ ہونے کے باعث ایک سخت تکلیف دہ امر تھا۔ اور وہ لوگ جو اپنی کمزوری صحت یا نزاکت طبع کے باعث کچی سڑک پر ٹمٹموں اور موٹروں پر سفر کرنے کی زحمت گوارا نہ کر سکنے کی وجہ سے شمولیت سے محروم رہتے تھے۔ ہر جلسہ شامل ہونے والوں کی تعداد کے لحاظ سے کہیں بڑھ چڑھ کر رہتا آیا ہے۔ تو امسال جبکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے قادیان آنے کے لئے ریل جاری ہو جانے کی وجہ سے بہت سی سہولتیں پیدا ہو جائیں گی۔ اور ہر طبیعت و مزاج کے لوگ جلسہ میں شامل ہونے کے لئے بآسانی آمادہ ہو سکینگے ہمیں مہمانوں کی تعداد میں ایک معتدبہ اضافہ کی توقع رکھنی چاہیئے +

لیکن اس بیان سے میرا مقصد صرف یہ نہیں۔ کہ احباب جماعت اپنے مذہبی اجتماع کی عدیم النظیر کامیابی کے خیال سے اپنے دلوں میں مسرت اور خوشی محسوس کریں۔ بلکہ انھیں اُن کے ایک ضروری فرض کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ جو بحیثیت مہمان نہیں بلکہ بحیثیت میزبان ان پر عائد ہوتا ہے۔ اور وہ جلسہ اخراجات کی فراہمی کا فرض ہے +

گذشتہ سال قریبًا انیس ہزار روپیہ جلسہ سالانہ پر خرچ آیا تھا لیکن امسال مہمانوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ کے ساتھ گرانیٔ اجناس کے باعث اس سے یقینًا بہت زیادہ رقم کی ضرورت ہو گی۔

لہذا پچھلے سال کے اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سال کے جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے پچیس ہزار کی اپیل کی جاتی ہے +

پس ضروری ہے۔ کہ بیرونی جماعتیں اس بات کو پوری اہمیت دیں اور جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے یہ رقم جلد از جلد مہیا کر دیں۔ اگر مقامی امرا، عہدیداران اور کارکن توجہ فرمائیں۔ تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرنے والی جماعت کے افراد کے لئے اس رقم کا مہیا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ہر جماعت کے کارکن بلکہ افراد بھی اس وقت میرے مخاطب ہیں۔ اور میں ان سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اس تحریک کے پڑھتے ہی چندہ کی فراہمی کا انتظام کریں۔ اور ہر شخص اس بوجھ کو اپنی حیثیت اور حالات کے مطابق اٹھانے کی کوشش کرے۔ ایک پیسے سے لے کر بڑی سے بڑی رقم تک شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی۔ اور اللہ کے ہاں جو اجر ہوگا۔ وہ بہت بڑا ہے +

جلسہ سالانہ کا محکمہ اب ایک مستقل محکمہ ہے۔ اور اس کی تحریک اب سالانہ نہیں۔ بلکہ دائمی ہے۔ اور اس کے لئے خرچ کا انتظام اب ایسا ہی ہے۔ جیسا ماہوار فصلانہ چندوں کا۔ اسلئے ہر شخص کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا المختصر جماعت ہو یا بڑی۔ اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر اٹھانا چاہیئے اور ہر جگہ مقامی جلسے کر کے اطلاع دینی چاہیئے۔ کہ آپ صاحبان کس صورت میں اور کس طرح اس خرچ کو پورا کرنے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ اجناس کے قادیان تک پہونچانے میں چونکہ دقت واقع ہوتی ہے۔ اس لئے سوائے گھی کے کہ اس سال گھی اور بھی زیادہ جمع ہونا ضروری ہے۔ باقی اجناس کی بجائے اگر کوئی خاص وجہ مانع نہ ہو تو نقد ہی چندہ دیا جائے +

اشدھ ہونیوالوں سے ہندوؤں کا سلوک

مسٹر سنت رام صاحب بی اے سیکرٹری "جات پات توڑک منڈل لاہور" اخبار "پرتاپ" میں لکھتے ہیں:۔

"ملکانے پہلے کی طرح الگ کے الگ ہیں۔ نہ اُن کی بیٹی کوئی ہندو لیتا ہے۔ اور نہ اپنی ان کو دیتا ہے۔ جب وہ شکایت کرتے ہیں۔ تو ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ تم آپس میں بیاہ شادی کر لیا کرو .... گورداسپور ضلع میں ڈوم نام کی ایک اچھوت ذات ہے۔ کچھ برس ہوئے۔ آریہ سماج نے اُنھیں شدھ کیا تھا۔ مگر ان کو اپنے اندر جذب کرنے کی بجائے "مہاشہ قوم" کے نام سے ایک الگ ذات بنا دی گئی۔ آج اس علاقہ میں اونچی ذات کا کوئی ہندو آریہ سماجی اپنے نام کے ساتھ لفظ "مہاشہ" کا استعمال نہیں کرتا"

یہ الفاظ ہم نے ان آریہ سماجیوں کے لئے نقل کئے ہیں جو ویدک دھرم کو ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت سے اسلام کے مقابلہ میں پیش کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔ اور انصاف کا واسطہ دے کر ان سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب ویدک دھرم میں داخل ہوتے ہوئے ایک معزز سے معزز شخص بھی جملہ تمدنی بلکہ انسانی حقوق سے محروم ہو جاتا ہے تو اسے اسلام کے مقابل پیش کرنے میں آپ لوگ کہاں تک حق بجانب ہیں۔ جس میں ایک نیچ سے نیچ انسان بھی آکر سوسائٹی کا معزز رکن بن سکتا ہے۔ اور ان تمام حقوق سے متمتع ہو سکتا ہے۔ جو ایک پیدائشی مسلمان کو حاصل ہیں +

نیز یہ الفاظ ان فریب خوردہ لوگوں کے لئے بھی تازیانۂ عبرت ہیں۔ جو آریہ سماج کی ظاہری شکل و شباہت سے متاثر ہو کر اس کے پھندے میں پھنستے ہیں +

مسلمان سبق حاصل کریں!

سکھوں کے ایک لیڈر سردار امر سنگھ صاحب نے ۱۸ر اکتوبر امرتسر میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"کوئی یہ گمان مت کرے۔ کہ سکھوں سی قوم کو نظر انداز کرکے یا سکھوں کے حقوق کو غصب کرکے کسی کو نیند سو سکے گا ہم جب تک ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا۔ نہ خود چین سے بیٹھیں گے۔ اور نہ بیٹھنے دینگے۔ نہ خود کھائینگے۔ اور نہ کھانے دینگے"

(شیر پنجاب ۴ر نومبر)

سردار صاحب کے یہ الفاظ مسلمانوں کے لئے سبق آموز ہیں اور اس میں شک بھی کیا ہے۔ کہ جس ملک میں ہندوؤں جیسی خودغرض اور قومی جذبات سے عاری قوم برسر اقتدار ہو۔ وہاں کسی قوم کو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ایسی ہی الوالعزمانہ سپرٹ کی از حد ضرورت ہے۔

سکھوں کی اس الوالعزمی اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے اس استقلال سے جدوجہد کرنے کے جذبہ نے ہندوؤں کو سراسیمہ کر دیا ہے۔ اور وہ انھیں ان کے جائز حقوق سے زائد حقوق دینے پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ مگر اس کے لئے بھی وہ مسلمانوں کو ہی قربانی کا بکرا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ انھیں خوب معلوم ہے۔ کہ مسلمان اپنی حفاظت سے غافل ہونے کے علاوہ کئی ایسے لوگوں کے زیر اثر ہیں۔ جن کے دین ایمان اور ضمیر نہایت ہی کم قیمت پر خریدے جا سکتے ہیں۔

مسلمانو! خدا کے لئے ہوش میں آؤ۔ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے متفقہ طور پر آخری دم تک لڑنے کا عہد کرو اپنے دوست اور دشمن کو پہچانو۔ اور ان قوم فروش غداروں کی قیادت سے جلد از جلد آزادی حاصل کرو۔ جو چند پیسوں کی خاطر ہمیشہ کے لئے تمہیں ہندوؤں کے ہاتھ فروخت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ودھوا بواہ اور آریہ سماج

۳۰ر اکتوبر کو بھائی پرمانند جی نے دوآبہ ودھوا بواہ کانفرنس جالندھر کے موقعہ پر کہا:۔

"ودھوا دواہ کا رواج عام کر دیا جائے۔ جو لوگ سچ مچ بڑے ہی پن آتما ہونگے۔ جو اس نیک کام میں سماج کی عملی رہنمائی کرینگے لیکن ایک بات خاص طور پر میں نے آپ سے عرض کرنی ہے۔ کہ ودھواؤں کی موجودگی ہماری قوم کو موت کے منہ میں لے جا رہی ہے"

(ملاپ لاہور ۱۲ر اکتوبر)

بھائی جی کی یہ باتیں تو بہت معقول ہیں۔ لیکن کیا آریہ سماجی دوست یہ بتلانے کی تکلیف کرینگے۔ کہ پن آتما بننے کے لئے سوامی دیانند جی کی متابعت ضروری ہے۔ یا مخالفت۔ بھائی پرمانند جی کے قول کے مطابق تو آپ لوگ سوامی جی کی مخالفت سے ہی پن آتما ہو سکتے ہیں نیز یہ بھی بتلائیے۔ کہ جس شخص نے آپ کو ایسے رستہ پر لگا دیا۔ یا کم از کم لگانے

اشارات

پنجاب کے "ابنائے خلافت" کی طرف سے "آقائے ظفر علیخان" نے نقاش (بروزن خفاش) کی آڑ میں ۱۲ر اکتوبر کے "زمیندار" میں "بابائے خلافت" کو اپنی مفلسی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے "خلافت کے مال غنیمت" سے اپنا حصہ بایں الفاظ طلب کیا تھا:۔ ؎

کیا پیٹ پر ہم ہی رہیں باندھے ہوئے پتھر
اور بمبئی میں چندہ اڑا جائے خلافت

ظفر علی صاحب نقاش نے اس درخواست کے ساتھ ہی نہایت احتیاط سے "بابائے خلافت" کو ایک دھمکی بھی دی تھی۔ اور یہ بتانے کے لئے کہ آپ خلافت کے رازہائے سربستہ سے بخوبی واقف ہیں اور خلافت والوں کی خیر اسی میں ہے۔ کہ "لقمہ در دہان" کے دانشمندانہ اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپ کے منہ پر مہر خاموشی لگا دیں ورنہ آپ سب راز افشاء کرکے ان لوگوں کی روزی بند کرا دینگے یہاں تک لکھ دیا تھا:۔ ؎

چندے کا یہ دھندا ہے۔ کہ اسلام کا پھندا
اب تک نہ کھلا ہم پہ معمائے خلافت

ظاہر ہے۔ کہ آپ کی یہ تجویز نہایت معقول تھی۔ کیونکہ "چوروں کی ٹولی" اپنے کسی غدار فرد کو پولیس سے مل جانے سے باز رکھنے کے لئے اس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اور نقاش صاحب نے بھی اسی تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر "بابائے خلافت" سے یہ پتے کی بات کہی تھی۔ آپ کے نزدیک یہ حربہ نہایت آزمودہ اور کارگر تھا

لیکن معلوم ہوتا ہے۔ "بابائے خلافت" یعنی مولانا شوکت علی خاں صاحب کا دل بھی ان کے جسم کی طرح بہت بڑا ہے۔ اس لئے آپ ان گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب ہونے والے نہیں۔ اور آپ کا عمل عرفی مرحوم کے اس شعر پر ہے:۔ ؎

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نکند رزق گدا را

اس لئے آپ نے نقاش کی اس آواز کو بھی ایسی ہی آواز یقین کیا۔ جو رزق گدا کو کم کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اور اپنی روزی سے بے فکر چپ چاپ بیٹھے رہے۔

بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ "خلافت پنجاب کے کرتا دھرتا" "مسلمانان عالم کے راہنما" "اخبار زمیندار کے پروپرائٹر" "ظفر الملت والدین سابق مولانا اور حال آقائے ظفر علی خاں نقاش" "خلافت کے مال غنیمت" سے اپنا جائز حصہ طلب کریں۔ اور ایسی تنگدستی اور قلاشی کے وقت میں طلب کریں۔ کہ آپ معہ جملہ "ابنائے خلافت پنجاب" "پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہوں۔ اور "بمبئی میں چندہ اڑا جانے والے بابائے خلافت" اس رعونت اور غرور سے اس التجا کو ٹھکرا دیں۔ کہ اس کا جواب تک بھی نہ دیں۔ اور پھر بھی "آقائے ظفر علی خاں نقاش" کی منتقمانہ رگ میں حرکت نہ ہو۔ چنانچہ آپ نے کامل چار روز تک ٹیلیگرافک منی آرڈر کا انتظار کرنے کے بعد نہایت جرأت اور بے باکی سے مسلمانوں کو اپنے مخصوص ناصحانہ اور ہمدردانہ لہجہ میں وہ مشورہ دیا۔ جو ناظرین "الفضل" کے گذشتہ پرچہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یعنی

"اس جان بلب خلافت کمیٹی کا قلع قمع از بس ضروری ہے۔ ...... اس کا تسلسل ہماری قوم کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوگا یہ ایک صاف اور صریح مسئلہ ہے۔ کہ بیکار انسان ہزار بداخلاقیوں کا مرکز ہوتے ہیں۔ اور موجودہ حالت میں مرکزی خلافت کمیٹی کی بھی بعینہٖ یہی حیثیت ہے"

یہ تو آئندہ واقعات بتائیں گے۔ کہ بابائے خلافت پر اس "ارشاد عالی" کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور وہ اسے بھی رزق گدائی کو کم نہ کرنے والی آواز ہی کی ذیل میں ہی شمار کرتے ہیں۔ یا کچھ اہمیت دیتے ہیں۔ لیکن اگر "بابائے خلافت" اس میں اتنی طاقت محسوس کریں کہ جہاں جہاں یہ "بانگ" سنی جائے گی دفاتر خلافت بند ہوتے چلے جائیں گے۔ اور مسلمان آئندہ اس دنیائے اسلام میں ایک "خلافت عظمیٰ کی تاسیس کرنے والی کمیٹی" کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھاتے جائیں گے۔ تو انھیں چاہیئے۔ کہ فوراً کچھ سبحات بصیغہ منی آرڈر بخدمت "حضرت نقاش مدظلہ العالی" ارسال کر دیں۔ اور پھر چند ہی روز کے بعد دیکھیں۔ کہ "زمیندار" کس طرح اپنی شہ پالیٹکس کو بدل کر خلافت کمیٹی کے استحکام کے لئے اپیل پر اپیل شائع کرتا ہے۔ لیکن اس ضمن میں ہم "جناب نقاش" سے بھی ایک ناصحانہ گذارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ کہ اگرچہ آپ کو "پیٹ کے دھندے" اور "پیٹ سے پتھر کھولنے" کے اپاؤ سوچنے سے بہت ہی کم فرصت ملتی ہے مگر خدارا کبھی دو چار منٹ کی فرصت نکال کر کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنی کرتوتوں پر غور کریں۔ آخر ایک دن مرنا ہے۔ اور اس احکم الحاکمین کے پیش ہونا ہے۔ جو دلوں کی باتیں جانتا ہے۔ اور جس کے آگے یہ چالبازیاں اور یہ فقرہ بازیاں کسی کام نہ آسکیں گی۔ آخر اسے کیا جواب دو گے کہ جس خلافت کمیٹی کے متعلق تم یہ بھی فیصلہ نہ کر سکے۔ کہ یہ "چندے کا دھندا ہے یا اسلام کا پھندا" اور جس کے چندوں کے متعلق تمہیں خوب علم تھا۔ کہ وہ "بمبئی میں اڑایا جا رہا ہے"۔ اس کے خزانہ کو مسلمانوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے بھرنے اور اس کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لئے تم نے کیوں برسوں رات اور دن ایک کئے رکھا۔ اور اپنے اخبار کو سالہا سال تک اس آفت کو مسلمانوں کے سروں پر مسلط کرنے کے لئے وقف کئے رکھا۔ اور اب بھی ایسی چلتر بازی کر رہے ہو۔ کہ مرکزی خلافت کمیٹی کو توڑنے کی تحریک کر رہے ہو۔ اور پنجاب خلافت کمیٹی کا نام تک نہیں لیتے۔ کیا اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ تم یہ سب کچھ محض اپنے اقتدار کو مضبوط اور مولانا شوکت علی صاحب کی گرفت کو ڈھیلا کرنے کے لئے کر رہے ہو۔ آؤ باز آجاؤ۔ اور غریب مسلمانوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے سامان روسیاہی فراہم نہ کرو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

[illegible]

اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم

کے مصداق بنو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ر نومبر ۱۹۲۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے

مومنوں کی ایک صفت

بیان فرمائی ہے۔ اس صفت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔ اور ایسا عمل کیا۔ کہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ لیکن تعجب آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بعد مسلمانوں سے وہ صفت بالکل اڑگئی اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ابھی تک وہ ہماری جماعت میں بھی پوری طرح قائم نہیں ہوئی۔ بعض صفات ایسی ہوتی ہیں۔ جو قدرتاً ہر نیک آدمی میں پائی جاتی ہیں۔ اور ان میں کسی خاص قوم یا مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی خصوصیت نہیں ہوتی۔ وہ بھی بے شک اپنی ذات میں اچھی ہوتی ہیں۔ اور ان کے حصول کے لئے بھی کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن یہ صفت جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس کے متعلق تقریباً تمام

الہامی کتب میں پیشگوئیاں

موجود ہیں۔ اور قرآن کریم نے بھی اس کو بطور پیشگوئی کے ہی ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے اس قسم کی خصوصیات اپنے اندر رکھتے ہوں گے۔ اور وہ صفت یہ ہے کہ آپ کے ماننے والے اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ یعنی وہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والوں کے مقابلہ میں تو بہت سخت ہوں گے۔ لیکن جو ماننے والے ہوں گے ان کے ساتھ ان کا معاملہ بہت ہی رحم کا ہوگا۔ یعنی ایک طرف تو وہ غیرت میں اس قدر بڑھے ہوئے ہوں گے۔ کہ دین کے خلاف سننا برداشت ہی نہیں کر سکیں گے۔ اور دوسری طرف محبت میں اتنے بڑھے ہوئے ہوں گے۔ کہ اپنے بھائیوں کا کوئی قصور انہیں نظر ہی نہیں آئیگا۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ آپس میں ان کی کبھی شکر رنجی ہوگی ہی نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ اور یہ بات علم غیب سے تعلق رکھتی ہے۔ اور علم غیب نہ سب لوگوں کو حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ سب لوگ شکر رنجی سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ جو بات بری ہے۔ وہ اس حالت کی شدت ہے۔ یعنی

معمولی شکر رنجی

کی بات کو اس طرح چلانا کہ گویا زمین و آسمان کے قیام کا مدار اسی ایک بات پر ہے۔ شکر رنجی تو بڑے بڑے لوگوں میں بھی ہو جاتی ہے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی حضرت [illegible] اور [illegible] حضرت عمر میں شکر رنجی ہو گئی۔ اور حضرت عمر کی طبیعت چونکہ تیز تھی۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ قدرتاً ان سے زیادہ تیزی ظاہر ہوتی۔ لیکن اس جھگڑے کے بعد حضرت ابوبکر اس بات کو بالکل دل سے نکال کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو گئے اور حضرت عمر کو جب محسوس ہوا۔ کہ آپ غلطی پر ہیں۔ تو وہ بھی حضور کی مجلس میں دوڑے ہوئے آئے۔ اور چاہا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی برأت کریں۔ رسول مقبول نے آپ کے فعل کو ناپسند فرمایا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی سفارش کی۔ گویا جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمر پر ناراض ہونے لگے۔ تو اس بات کا سب سے زیادہ دکھ بھی حضرت ابوبکر کو ہی ہوا اور یہ رحماء بینھم کی مثال ہے۔ گویا جس طرح ایک ماں اپنے بچے کے متعلق اس کے استاد کو کہتی ہے۔ کہ یہ بہت شریر ہے۔ اسے خوب مارو۔ لیکن جب وہ مارتا ہے۔ تو

سب سے زیادہ دکھ

بھی ماں کو ہی ہوتا ہے۔ یہی مثال صحابہ کی تھی۔ اور اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم کی صفت ان میں کمال درجہ پر تھی۔ وہ لوگ جو برسوں دشمنوں کے مقابل میں اپنی جانیں قربان کرتے رہے جن کے دل بہادری سے پر تھے۔ اور جن میں قوت برداشت اس قدر زیادہ تھی۔ کہ شدید ترین زخموں کی حالت میں بھی اپنے نفس سے بے خبر ہوتے تھے۔ ایک صحابی کی جنگ احد میں دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ بلکہ ان کا تمام دھڑ تلوار سے چرا ہوا تھا۔ ان کا ایک رشتہ دار ان کو بہت تلاش کرنے کے بعد ان تک پہونچا اب ظاہر ہے۔ کہ ایسی حالت میں انسان کو کس قدر مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ان میں برداشت کی طاقت اس حالت میں بھی اس قدر تھی۔ کہ جب وہ رشتہ دار تیمارداری کی فکر کرنے لگا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ان باتوں کو چھوڑ دو۔ اور میرے پاس ہو کر میری بات سنو۔ جس وقت وہ پاس بیٹھے۔ تو پہلے ان کا ہاتھ پکڑا۔ اور کہا۔ کہ اب میں رسول مقبول سے نہیں مل سکتا۔ اس لئے میں تمہارے ذریعہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مصافحہ کرتا ہوں۔ اور دوسری نصیحت میں یہ کرتا ہوں۔ کہ میرے اعزہ کو کہدینا۔ کہ میں مر رہا ہوں۔ اور تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میں

دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی چیز

یعنی محمد رسول اللہ تمہیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ان کی حفاظت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔ یہ کہا اور جان دیدی۔ ان کو اپنی موت نظر آ رہی تھی۔ بدن زخموں سے چور تھا۔ ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں لیکن برداشت کا یہ حال تھا۔ کہ کسی تکلیف کی طرف دھیان نہ تھا۔ دوسری طرف رحماء بینھم کی ایک مثال ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس طرح ان کا ہر شخص دوسرے کے لئے قربانی کرتا تھا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اشد ترین دشمنوں میں سے تھا۔ ایک دفعہ اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا۔ تو اس کا بیٹا آپ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ یارسول اللہ اگر آپ میرے باپ کو مارنا چاہیں۔ اور اس کی سزا اس سے کم ہو بھی کیا سکتی ہے۔ کیونکہ اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ تو مجھے حکم فرمائیے۔ تا میں خود اس کی گردن اڑا دوں۔ اس لئے کہ اگر آپ نے کسی اور کو حکم دیا۔ تو ممکن ہے۔ کہ اسے دیکھکر کبھی مجھے جوش آجائے اور میں اپنے باپ کا قاتل سمجھکر اسے کوئی نقصان پہنچا دوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں کتنا رحم تھا۔ وہ اس لئے اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے مارنا چاہتا ہے۔ کہ مبادا اس کے ہاتھ سے کسی

مسلمان بھائی کو نقصان

پہونچے۔ اور دل میں کسی اور بھائی کی برائی کا خیال پیدا ہو۔ ہر شخص کا باپ ہوتا ہے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے مارنا کس قدر مشکل کام ہے۔ لیکن وہ اس لئے اپنے باپ کو مارنے پر آمادگی ظاہر کرتا ہے۔ کہ تا کسی

بھائی کی برائی کا خیال

اس کے دل میں پیدا نہ ہو۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اب مسلمانوں سے رحماء بینھم کی صفت اڑ چکی ہے۔ میں اپنے دوستوں کو بھی دیکھتا ہوں۔ کہ وہ بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ پڑتے ہیں۔ ایک دوسرے سے بولنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ملکر کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ بلکہ خود بھی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ چھوٹا سا معاملہ ہوتا ہے۔ لیکن کہتے ہیں۔ جب تک فلاں آدمی کو پیس نہ ڈالا جائے۔ ہم چین نہیں لیں گے۔ اور فلاں کو یوں سزا کیوں نہیں دی گئی۔ اتنا نہیں سوچتے۔ کہ میرے ساتھ بھی ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ کیا جو لوگ میرے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ میں ان کو پیس ڈالتا ہوں۔ لیکن ان لوگوں کی تمام توجہ اسی بات کی طرف ہوتی ہے۔ کہ ان کے مخالفوں کو پیس ڈالا جائے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ میں نے ایک دفعہ لڑکوں سے پوچھا کہ جو لڑکے قصور کرتے ہیں۔ ان کا علاج کیا ہے۔ اس پر ایک لڑکے نے جواب دیا۔ کہ بس اٹھتے بیٹھتے جوتی۔ آپ اس پر بہت ہنسا کرتے تھے۔ اور فرماتے۔ کہ اس نے یہ نہ سوچا۔ کہ کبھی مجھ سے بھی قصور ہو سکتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں۔ جس سے قصور یا غلطی نہ ہوتی ہو۔ اور غلطی یا قصور انسان کو سزا کا مستحق نہیں بناتا۔ جو چیز سزا کا مستحق بناتی ہے۔ وہ

تواتر قصور

ہے۔ یا ایسا قصور جس سے بنی نوع انسان کا ایسا نقصان ہوا ہو۔ جس کا ازالہ ضروری ہو۔ یا جس کے لئے شریعت نے حدود قائم کی ہوں۔ یا جس سے کسی کی ذات کو نہیں بلکہ خود سلسلہ کو نقصان پہونچتا ہو۔ گو ان میں بھی کسی حد تک عفو سے کام لیا جاتا ہے۔ باقی ذاتی جھگڑے ایسے نہیں ہوتے کہ انہیں اتنی اہمیت دی جائے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ یارسول اللہ کتنے قصور بھائی کے معاف کرنے چاہئیں۔ آپ نے فرمایا:-

دن میں ستر بار

اب ایسا کون انسان ہے جس کے اس کا بھائی دن میں ستر بار قصور کرے کبھی دن ایسے گذر جاتے ہیں۔ کہ کوئی ہمارا ایک بھی قصور نہیں کرتا اور شاذ ہی کوئی دن ایسا ہو جس میں کوئی بھائی ایک یا دو قصور کرے۔ مگر رسول مقبول ؐ کا ارشاد ہے۔ کہ دن میں ستر دفعہ معاف کرو۔ اس کا یہ منشا تو یقیناً نہیں ہے۔ کہ کوئی بات خواہ کیسی خطرناک ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا

کوئی نوٹس ہی نہ لو

لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ ایسے وقت دفعہ دو جب کوئی اور چارہ نہ رہے اور پھر بھی عفو اور نرمی سے کام لو۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے جھگڑوں کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ ارد گرد کے لوگ بھی کسی نہ کسی پارٹی میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت

خطرناک نقص

ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ سب مومن بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے کسی کو کسی پارٹی میں شامل نہیں ہونا چاہئیے کیونکہ اگر ایسا ہو۔ تو کسی جھگڑے کا فیصلہ نہیں ہو سکیگا۔ فیصلہ کے لئے غیر جانبدار رہنا نہایت ضروری ہے۔ تو ایسے جھگڑوں میں بہت سا قصور ان لوگوں کا ہوتا ہے۔ جو خواہ مخواہ حصہ لینے لگ جاتے ہیں۔ دوستوں کو چاہئیے۔ کہ جہاں کہیں بھی جھگڑا ہو۔ مل کر جائیں۔ اور فوراً تصفیہ کرا دیں۔ اور یہی ذریعہ ہے۔ جس سے جھگڑے طے ہو سکتے ہیں۔ اگر پارٹیاں بنائی جائیں۔ تو پھر تصفیہ بہت مشکل ہو جاتا ہے افسوس ہے کہ وہ صفت جو مسلمانوں کی حضرت موسیٰ نے توریت میں بیان کی اگر وہ بھی مسلمانوں میں نہ پائی جائے۔ اس پیشگوئی کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ

یہ صفت نمایاں

ہونی چاہئیے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی صفت اپنے اندر پیدا کریں۔ دشمن سے سختی اور دوستوں سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ تاکہ ہماری طاقت دشمنوں کے مقابلہ میں خرچ ہو۔ آپس میں نہ ہو۔ آپس میں نرمی محبت اور پیار پیدا کرو۔ غیرت اور سختی دشمن کے مقابلہ میں خرچ کرو۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ ہم میں لڑنے کی جو طاقت ہے۔ وہ اگر ساری بھی جمع کر لی جائے۔ تو ہمارے دشمن اس قدر زیادہ ہیں۔ کہ پھر بھی وہ ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اس کا کچھ حصہ اپنوں کے مقابل میں بھی ضائع کر دیا جائے۔ تو پھر تو اور بھی نقصان ہوگا۔ کوئی فوج ایسی نہیں۔ جو گولہ بارود اپنے ساتھیوں کے لئے ہی خرچ کرتی رہے۔ اور پھر

دشمن پر فتح یاب

ہونے کی بھی امید رکھے ؛

انسان کو خدا تعالےٰ نے محدود پیدا کیا ہے۔ اس کی طاقتیں بھی محدود ہیں۔ جذبات وہ ذخیرے ہیں۔ وہ سہارے ہیں۔ جن پر کھڑا ہو کر انسان کام کر سکتا ہے۔ اگر انہیں ضائع کر دیا جائے تو قوت بھی ضائع ہو جاتی ہے تعجب ہے۔ کہ اس علمی زمانہ میں بھی لوگوں نے

جذبات کی قوت

کو نہیں سمجھا۔ محبت۔ غیرت۔ رحم۔ لڑائی کی طاقت۔ جذبہ انتقام یہ سارے اصل میں سہارے ہیں۔ انجن ہیں۔ جن سے جسم کی گاڑی چلتی ہے۔ ان کو ضائع کر کے مت سمجھو۔ کہ ہم نے اپنا کیا نقصان کیا ہے۔ جس طرح انجن سے دھواں نکالنے سے سٹیم ضائع ہو جاتی ہے اسی طرح خواہ مخواہ غصہ کرنے سے بھی انسان کی

قوت عملیہ

کا ایک حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ ان معمولی باتوں کا بھی [illegible] ہے۔ اگر ایک انسان کی زندگی کا انجن ۸۰ میل کی رفتار سے چلنا تھا۔ تو ان ناواجب غصوں سے ۲۰ میل ہی چلے گا۔ پس نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے۔ کہ غصہ تو میں دوسرے شخص پر ہوا ہوں۔ میرا اس سے کیا نقصان ہوا وہ نہیں جانتا۔ کہ وہ

اپنی سٹیم ضائع

کر رہا ہے۔ لڑائی سے دیگر نقصانات کے علاوہ اپنی قوت عملیہ کو بھی سخت نقصان پہونچتا ہے۔ پس دوستوں کو چاہئیے کہ وہ رحماء بینھم کی پیشگوئی کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ پیشگوئیوں کا پورا کرنا بھی فرض ہوتا ہے۔ اور انسان کو خدا تعالےٰ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ یہ جو مینارہ ہے۔ جس پر قریباً اٹھارہ ہزار روپیہ خرچ آیا ہے۔ یہ کس کام کے لئے ہے۔ یاد رکھو۔ اس کا مقصد بھی محض ایک پیشگوئی کو پورا کرنا ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ روپیہ ضائع کر دیا گیا۔ ان نادانوں سے پوچھو۔ کہ تمہارا کیا گیا۔ جن لوگوں کا روپیہ خرچ ہوا ہے۔ انہیں اگر حکم دیا جاتا۔ کہ اس میں

اپنے بدن کی ہڈیاں

لگا دو۔ تو وہ اس سے بھی دریغ نہ کرتے۔ اپنے کام کی ضرورت کو ہم سمجھتے ہیں۔ یا تم اپنے اموال میں اسراف سے بچنا ہمارا کام ہے۔ نہ کہ تمہارا۔ جو مال سے زیادہ چاہے وہ کتنی ہوتی ہے۔ پس تمہیں ہمارے اموال کی کیا فکر ہے۔ جس طرح میرے ولایت جانے کے موقع پر ہماری نوے فی صدی جماعتوں نے تو مشورہ دیا۔ کہ ضرور جانا چاہئیے۔ اور زیادہ لوگوں کو ساتھ لیجانا چاہئیے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب شور مچا رہے تھے۔ کہ یہ ظلم ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ میاں صاحب کو اس سے روکا جائے۔ کوئی پوچھے بھلا تمہارا اس میں کیا ہرج ہے۔ قوم خود اپنی ضرورتوں کو بہتر سمجھ سکتی ہے۔ تمہیں کیوں گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ اور جن کا روپیہ تھا۔ انہیں کا مشورہ تھا۔ کہ ضرور جانا چاہئیے۔ میں تو خود جانا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ تو وہ دراصل نصیحت نہیں تھی بلکہ

چڑانیوالی بات

تھی۔ اسی طرح اس مینارہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس پر جو روپیہ خرچ ہوا۔ اس کا مقصد ایک عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرنا تھا۔ مجھے تو افسوس آتا ہے۔ کہ اسے ہم اور زیادہ بلند نہ کر سکے اسے تو اتنا بلند ہونا چاہئیے تھا۔ کہ دنیا میں اس کی نظیر نہ ہوتی۔ یہ سو فٹ ہے۔ فرانس میں ایک مینارہ سات سو فٹ کا ہے۔ اور خواہش تھی۔ کہ یہ ہزار فٹ کا ہوتا۔ اور کیا تعجب ہے کہ آئندہ نسلیں اس کی بنیاد کو قائم رکھتے ہوئے اسے ایک ہزار فٹ ہی بلند کر دیں۔ تو یہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

کو پورا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے مزے لے لے کر کہا کرتے تھے۔ کہ کیا ہی لطف آئیگا۔ جب سٹیشن سے ہی روشنی دیکھکر ہر کوئی کہہ اٹھیگا۔ کہ وہ مینارہ [illegible] رہے تو اس روپے کی ہستی کیا ہے۔ ہمارے تو اگر اختیار میں ہوتا۔ تو ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے اسے اتنا بلند بناتے۔ کہ جالندھر اور لاہور سے یہ دکھائی دیتا۔ تو پیشگوئی کا پورا کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اور یہ اٹھارہ ہزار روپیہ صرف پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے ہی صرف کیا گیا ہے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اتنی اہمیت دی ہے۔ کہ اس میں صرف وہی لوگ حصہ لیں۔ جو سو روپیہ چندہ دے سکیں اور پھر

ان کے نام

لکھے جائیں۔ تا ہمیشہ ان کی یادگار رہے۔ اور اب انجمن نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے نام لکھے جائیں گے۔ اگر کوئی اسے اسراف سمجھتا ہے۔ تو اسے سوچنا چاہئیے۔ کہ کیا اسراف کرنے والوں کے نام اس طرح ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسراف کرنے والا تو چھپاتا ہے۔ مگر مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو اتنا قیمتی قرار دیا۔ کہ فرمایا۔ ان کے نام لکھے جائیں۔ تا وہ ہمیشہ زندہ رہیں۔ تو پیشگوئی کا پورا کرنا بہت بڑا کام ہے۔ اس لئے اگر اور نہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قرآن کریم کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے ہی اشداء علی الکفار رحماء بینھم پر عمل کرو۔ اپنی

طبائع میں اصلاح کرو

میں کسی خاص واقعہ سے قادیان والوں کو ہی نہیں۔ بلکہ ہر جگہ کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ہمیں اتنی فرصت ہی نہیں۔ کہ آپس میں لڑتے رہیں۔ چھوٹا اور معمولی اختلاف بھی خطرناک ہے۔ کیونکہ وہ بیج ہے۔ اس لئے اسے بھی فوراً طے کرانا چاہئیے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے منشاء کے مطابق چلنے کی توفیق دے اور ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم اور پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے اس کے فضلوں کے وارث ہو سکیں ؛ آمین ؛

نہرو رپورٹ کے خلاف جلسہ

---

۲۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء انجمن ترقی اسلام حافظ آباد کا ایک جلسہ ہوا جسمیں مسلمانان قصبہ کے علاوہ گرد و نواح کے علاقہ سے بھی کثرت سے دوست شامل ہوئے۔ قریباً ایکہزار کا اجتماع ہوا۔ اس میں خاکسار اور دوسرے اصحاب خان فضل قادر صاحب رئیس کولو تارڑ اور بابو محمد شریف صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب وغیرہ اصحاب نے تقریریں کیں۔ جلسہ زیر صدارت قاضی عبدالمجید صاحب رئیس سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ ہوا۔ اور نہرو رپورٹ کے برخلاف ریزولیوشن پاس ہوکے ان کی نقول صاحب گورنر بہادر و صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھیجی گئیں ؛ محمد حیات حافظ آباد

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

شاہ رُوم کا دربار

حضرت ابوسفیان رضؓ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں وہ ایک قافلہ کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے۔ اس وقت اس ملک کا بادشاہ ہرقل تھا۔ اور آنحضرتؐ نے انہی دنوں اس کے نام ایک تبلیغی خط لکھا تھا۔ ابوسفیانؓ کہتے ہیں۔ کہ ہرقل نے میرے پاس ایک آدمی بھیجا۔ اور مجھے اپنے دربار میں طلب کیا۔ میرے ساتھ قریش کے کئی آدمی اور بھی تھے۔ پھر ہرقل نے کہا۔ کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار اس شخص کا کون ہے جس نے عرب میں نبیؐ ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ حضورؐ میں سب سے زیادہ اس شخصؐ کا قریبی ہوں۔ اس پر ہرقل نے کہا۔ کہ اس شخص کو میرے پاس کھڑا کردو۔ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کھڑا کردو۔ پھر بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا۔ کہ ان لوگوں سے کہدو۔ کہ میں ابوسفیانؓ سے اس نبیؐ کا حال پوچھتا ہوں۔ اگر یہ جھوٹ بولے۔ تو تم فوراً مجھے بتادینا۔

ابوسفیانؓ کہتے ہیں۔ کہ میں ضرور جھوٹ بولتا۔ مگر اس ڈر کے مارے کہ یہ لوگ مجھے یہیں ذلیل کردینگے۔ مجبوراً میں نے سچ سچ باتیں کیں۔ چنانچہ ہرقل نے مجھ سے سوال کرنے شروع کئے۔

ہرقل:۔ اس نبیؐ کا حسب نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟

میں:۔ وُہ ہم میں بہت اعلےٰ نسب کے ہیں۔

ہرقل:۔ کیا تم لوگوں میں سے کسی نے انؐ سے پہلے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے؟

میں:۔ نہیں۔

ہرقل:۔ کیا انؐ کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟

میں:۔ نہیں۔

ہرقل:۔ کیا نبوت کے دعوےٰ سے پہلے تمہارے نزدیک وُہ شخصؐ جھوٹا تھا؟

میں:۔ نہیں۔ اس سے پہلے تو وُہؐ بڑا راستباز اور امین تھا۔

ہرقل:۔ کیا امیر لوگوں نے اُنؐ کی پیروی کی ہے۔ یا غریب لوگوں نے؟

میں:۔ غریبوں نے۔

ہرقل:۔ کیا اُنؐ کے پیرو بڑھتے جاتے ہیں۔ یا گھٹتے جاتے ہیں؟

میں:۔ زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔

ہرقل:۔ کیا کوئی ان میں سے اسؐ کے دین میں داخل ہونیکے بعد بیزار ہوکر مرتد بھی ہوجاتا ہے؟

میں:۔ نہیں۔

ہرقل:۔ کیا کبھی وُہؐ بدعہدی بھی کرتے ہیں؟

میں:۔ نہیں۔ مگر آج کل ہماری انؐ کی صلح ہے۔ اور ہم نہیں جانتے۔ کہ وُہؐ اس زمانہ میں کیا کریں گے۔ وعدہ خلافی۔ یا وعدہ وفائی؟ (اس جواب کے سوا مجھے اور کہیں قابو نہیں ملا۔ کہ کوئی بات آنحضرتؐ کے برخلاف بیان کرسکتا)

ہرقل:۔ آیا تم نے کبھی اُنؐ سے جنگ بھی کی ہے؟

میں:۔ ہاں۔

ہرقل:۔ پھر اس کا نتیجہ کیا رہا؟

میں:۔ کبھی ہم جیت جاتے ہیں۔ کبھی وُہؐ۔

ہرقل:۔ وُہ نبیؐ تم کو کیا حکم دیتے ہیں؟

میں:۔ وُہؐ کہتے ہیں۔ کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور جن بتوں کی پوجا تمہارے بزرگ کیا کرتے تھے۔ اُن کو چھوڑ دو۔ اس کے ساتھ وُہؐ نماز پڑھنے۔ سچ بولنے۔ پرہیزگاری اور رشتہ داروں سے سُلوک کا حکم دیتے ہیں۔

اس کے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا۔ کہ ان لوگوں سے کہدے۔ کہ میں نے تم سے اُنؐ کا حسب نسب پُوچھا۔ تو تم نے بیان کیا۔ کہ وُہ نبیؐ اعلےٰ خاندان کے ہیں۔ اسی طرح تمام پیغمبر اپنی قوم میں سب سے اعلےٰ خاندان کے ہوتے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا تھا۔ کہ آیا نبوت کا دعوےٰ کسی نے انؐ سے پہلے بھی کیا تھا۔ تم نے کہا۔ کہ نہیں۔ اس سے معلوم ہُوا۔ کہ انھوںؐ نے کسی کو دیکھ کر اس کی نقل نہیں کی۔ پھر میں نے پُوچھا تھا۔ کہ اسؐ کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا۔ تو تم نے بیان کیا۔ کہ نہیں سو اگر کوئی بڑا اُنؐ کا بادشاہ ہوتا۔ تو خیال ہوسکتا تھا۔ کہ شاید یہ شخصؐ اپنے باپ دادا کا ملک حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا۔ کہ کیا دعوےٰ نبوت سے پہلے تم انؐ کو جھوٹا کہتے تھے۔ تم نے کہا نہیں۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ ایسا شخص جس نے ساری عمر کبھی آدمیوں پر جھوٹ نہ بولا ہو۔ وُہؐ کس طرح یکدم خدا پر جھوٹ بولنے لگے گا۔ پھر میں نے پوچھا تھا۔ کہ آیا بڑے آدمیوں نے اُسؐ کی پیروی کی یا غریب لوگوں نے۔ تو تم نے کہا۔ کہ غریب لوگوں نے۔ اور یہی سچ ہے کہ سب پیغمبروں پر پہلے غریب لوگ ہی ایمان لاتے ہیں۔ اور میں نے پوچھا تھا۔ کہ اُسؐ کے پیرو زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم۔ تو تم نے کہا کہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ تو حقیقت میں سچے دین کا یہی حال ہوتا ہے وُہ بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے کمال کو پہونچ جائے۔ پھر میں نے پوچھا تھا۔ کہ کیا کوئی شخص مسلمان ہوکر پھر اُسؐ کے دین کو بُرا سمجھ کر مرتد بھی ہوجاتا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ اور واقعی ایمان کا یہی حال ہے۔ کہ جب کسی کے دل میں رچ جاتا ہے۔ تو پھر نہیں نکلتا۔ پھر میں نے پوچھا تھا۔ کہ یہ شخصؐ بدعہدی بھی کرتا ہے؟ تو تم نے بیان کیا۔ کہ نہیں۔ اور پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ کبھی بدعہدی نہیں کرتے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا۔ کہ وُہؐ تم کو کیا حکم دیتے ہیں۔ تو تم نے کہا۔ کہ اللہ کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اس کا کوئی شریک نہ کرو۔ اور بتوں کو نہ پوجو۔ نماز پڑھو۔ سچ بولو۔ پرہیزگار بن جاؤ۔ وغیرہ۔ سو جو کچھ تم نے کہا ہے۔ اگر وُہ سچ ہے۔ تو عنقریب یہ نبیؐ اس جگہ کے مالک ہو جائیں گے۔ جہاں اب میں بیٹھا ہوں۔ اور میں یہ جانتا تھا۔ کہ ایک نبیؐ اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے ہیں۔ مگر مجھے یہ خیال نہ تھا۔ کہ وہ تمؐ لوگوں میں سے ہونگے۔ اور اگر میرے اختیار میں ہوتا۔ تو میں اُنؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر اُنؐ کی زیارت کرتا۔ اور اُنؐ کے پیر دھوتا۔ اس کے بعد ہرقل نے آنحضرتؐ کا وُہ خط منگایا۔ جو آپؐ نے دحیہ کلبیؓ صحابی کے ہاتھ امیر بصریٰ کو بھیجا تھا۔ اور امیر بصریٰ نے اسے ہرقل کے پاس روانہ کردیا تھا۔ جب اس کو پڑھوایا گیا۔ تو اس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط اللہ کے بندے اور رسول محمدؐ کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف ہے۔ سلامتی ہو۔ اس شخص پر جو ہدایت کو مان لے۔ اس کے بعد معلوم ہو۔ کہ میںؐ تم کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اگر مسلمان ہوجاؤ گے۔ تو بچ جاؤ گے۔ اور اللہ تم کو دُگنا ثواب دے گا۔ اور اگر نہ مانو گے۔ تو ساری رعیت کا گناہ تمہارے سر پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب تم ایسی بات کی طرف آجاؤ۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ یعنی یہ کہ ہم تم سوائے خُدا کے کسی کی پرستش نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اور نہ ہم اللہ کے سوا اپنے جیسے کسی انسان کو خُدا کی طرح سمجھیں۔ پھر اگر نہ مانیں۔ تو کہدو۔ کہ ہم تو خُدا کے فرمانبردار ہیں۔

ابوسفیانؓ کہتے ہیں۔ کہ جب یہ خط بادشاہ کے دربار میں پڑھا جاچکا اور اُس کے درباریوں نے خود ہرقل کی سب باتیں جو ہم سے ہوئیں۔ سُن لیں۔ تو وُہ شور و غُل مچانے لگے۔ آخر ہم کو رخصت کردیا گیا۔ اور ہم اپنے ڈیرے پر چلے آئے۔ میں نے وہاں اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ بھائیو! محمدؐ کا کام بن گیا۔ دیکھ لو۔ اب تو اسؐ سے روم کا بادشاہ تک ڈرنے لگا۔ اور میرے دل میں ان باتوں کا ایسا اثر ہُوا۔ کہ مجھے یقین ہوگیا۔ کہ آنحضرتؐ آخر سب پر غالب آجائیں گے۔ پھر انہی خیالات کیوجہ سے میں مسلمان ہوگیا۔

اس کے بعد ہرقل نے خواب بھی دیکھا۔ کہ ختنہ کرانے والی قوم کا بادشاہ تمام ملکوں پر غالب آگیا ہے۔ جب اُس نے یہ خواب دیکھا۔ تو گھبرا کر اُٹھا۔ اور اپنے مشیروں سے اسے بیان کیا۔ اور پوچھا۔ کہ اس زمانہ میں کون کون سی قومیں ختنہ کرتی ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی ختنہ نہیں کراتا۔ آپ ان کی طرف سے اندیشہ نہ کریں اور اگر ایسا ہی خیال ہے۔ تو اپنے حکام کو لکھ بھیجیں۔ کہ جہاں جہاں یہودی لوگ ہوں۔ سب قتل کردئے جائیں۔ یہ لوگ ابھی انہی تجویزوں میں تھے۔ کہ غسّان کے بادشاہ نے ایک عرب کو ہرقل کے پاس بھیجا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ عرب میں ایک شخص نے نبیؐ ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اس کا حال یہ عرب جانتا ہے۔ آپ کو سب باتیں اسؐ کی بتائے گا۔ چنانچہ ہرقل نے اس سے بھی آنحضرتؐ کا احوال پوچھا۔ پھر اپنے نوکروں سے کہا کہ اسے الگ لے جاکر دیکھو۔ کہ اس کا ختنہ کیا ہُوا ہے۔ یا نہیں۔ ان نوکروں نے دیکھ کر عرض کیا۔ کہ ہاں یہ شخص مختون ہے۔ پھر ہرقل نے اس عرب سے پوچھا۔ کہ کیا تمہاری ساری قوم ختنہ کراتی ہے اس نے کہا کہ ہاں۔ اس پر ہرقل نے کہا۔ کہ میرا خواب اسی عرب کے نبیؐ کی بابت ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے یہ سب احوال اپنے ایک عالم دوست کو روم میں لکھا۔ اس کا جواب بھی یہی آیا۔ کہ آنحضرتؐ ہی وُہ نبیؐ ہیں۔ جن کا ہم انتظار کررہے ہیں۔ اس خط کے آنے پر ہرقل نے تمام عیسائی سرداروں کو اپنے محل میں بلایا۔ اور نوکروں سے اشارہ کیا۔ کہ سب دروازے بند کردو۔ جب اس حکم کی تعمیل ہوچکی تو اُس نے اپنے سب سرداروں سے کہا۔ کہ اے روم والو۔ اگر تم ہدایت اور کامیابی چاہتے ہو۔ اور تمہیں یہ منظور ہے۔ کہ تمہاری سلطنت قائم رہے۔ تو تمہیں چاہیئے۔ کہ اس نبیؐ کی بیعت کرلو۔ اس کی یہ تقریر سنتے ہی وہ لوگ جنگلی گدھوں کی طرح غل مچاتے ہوئے دروازوں کی طرف بھاگے۔ مگر دروازے سب بند تھے۔ آخر جب ہرقل نے اسلام کی طرف سے اُن کی اتنی نفرت دیکھی۔ تو اُن کو بُلا کر کہا کہ بھائیو! میں تو تمہیں آزماتا تھا۔ اب مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ تم اپنے دین میں بڑے پکے ہو۔ سو مجھے بڑی

خوشی ہوئی۔ اس پر وُہ لوگ بھی خوش ہو گئے۔ اور انھوں نے اسے سجدہ کیا۔ اور چلے گئے۔ پھر ہرقل بھی اسی حالت میں مر گیا۔ خدا کے لئے سلطنت نہ چھوڑ سکا۔ اور نہ مسلمان ہوا۔

تعمیر مسجد نبویؐ

آنحضرتؐ جب ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے۔ تو بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ میں مدینہ سے باہر اُترے۔ اور چودہ دن وہاں ٹھیرے پھر آپؐ نے بنی نجار انصاریوں کو بلا بھیجا۔ وُہ لوگ تلواریں لگا کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ اور سب بنی نجار آپؐ کے ساتھ ساتھ چلے یہاں تک کہ آپؐ کی اونٹنی ابو ایوب انصاری کے مکان پر ٹھیر گئی۔ اُنھوں نے آپؐ کا اسباب اپنے مکان میں اُتارا۔ ساتھ ہی ایک احاطہ تھا۔ آپؐ نے اس جگہ ایک مسجد بنانے کا ارشاد فرمایا۔ اور ان لوگوں سے کہا کہ اے بنی نجار۔ تم اپنا یہ احاطہ میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔ انھوں نے عرض کیا۔ یا حضرتؐ ہم آپؐ سے اس کی قیمت ہرگز نہیں لیں گے۔ خدا تم اس کا بدلہ ہمیں دے گا۔ اس احاطہ میں کچھ قبریں تھیں۔ کچھ گری ہوئی کوٹھڑیاں تھیں۔ اور کچھ کھجوروں کے درخت تھے۔ غرض تمام احاطہ صاف اور برابر کر دیا گیا۔ اور کھجوروں کے درختوں کو کاٹ کر مسجد میں قبلہ رُخ لگا دیا گیا۔ اور اُن کے درمیان پتھر چن دئے گئے۔ جب صحابہ پتھر ڈھونے لگے۔ تو شعر پڑھتے جاتے اور آنحضرتؐ یہ فرماتے تھے۔ اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ۔ فاغفر للانصار والمھاجرۃ۔ یعنی اے خدا آخرت کی بھلائی کے برابر کوئی بھلائی نہیں۔ اے خدا تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

مجھے اسلام کس طرح نصیب ہوا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ کی مسجد کا ایک حجرہ تھا اس میں ایک غریب حبشی عورت رہا کرتی تھی۔ وہ اکثر میرے پاس آتی اور باتیں کیا کرتی تھی۔ مگر جب کبھی آتی۔ تو ایک شعر ضرور پڑھا کرتی تھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"وُہ ہار والا دن بھی ہمارے رب کی عجیب قدرتوں کا دن تھا جس دن اس پروردگار نے مجھے کافروں کے شہر سے نجات دی"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے ایک دن اس سے پوچھا کہ اس شعر کا مطلب کیا ہے۔ جو تم ہمیشہ اسے پڑھا کرتی ہو۔ اس پر اس عورت نے یہ قصہ سنایا:۔

"بی بی میں عرب کے ایک قبیلہ کی لونڈی ہوں۔ انھوں نے مجھے آزاد کر دیا تھا۔ مگر میں اُنہی لوگوں میں رہتی رہی۔ ایک دن اس قبیلہ کے رئیس کی لڑکی نے کپڑے اُتارے۔ اس کے گلے میں ایک ہار تھا وُہ بھی اس نے اُتارا۔ پھر ایسا ہوا۔ کہ اس کی بے خبری میں ایک چیل اس ہار کو اُڑا کر لے گئی۔ کیونکہ اس میں سُرخ چمڑہ لگا ہوا تھا۔ جب یاد آیا۔ تو وُہ ہار غائب تھا۔ بہتیرا ڈھونڈا نہ ملا۔ لوگوں نے مجھ پر چوری کی تہمت لگا دی۔ اور لگے میری تلاشی لینے۔ یہاں تک کہ میرے کپڑے اُتار دئے۔ اور مجھے ننگا کر دیا۔ اور ہر طرح مجھے بے عزت کیا۔ خدا کی قدرت کہ ادھر میری تلاشی ہو رہی تھی۔ اُدھر وُہی چیل ہمارے اوپر سے اُڑتی ہوئی گزری۔ اور وہ ہار اُس کے پنجوں سے نکل کر عین ہمارے سامنے گر پڑا۔ اس پر میں نے کہا۔ لو یہ وُہ ہار ہے جس کی تم نے مجھے تہمت لگائی تھی۔ اور بے پردہ کیا تھا۔ تم نے بدگمانی کی۔ حالانکہ میں چور نہ تھی۔ یہ دیکھ کر اُن لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور معافیاں مانگنے لگے۔ میں نے بھی کہا۔ اب میں تمہارے پاس نہیں رہوں گی۔ یہ کہکر میں وہاں سے سیدھی مدینہ چلی آئی۔ اور مسلمان ہو گئی۔ یہ سبب میرے وہاں سے نکلنے اور مسلمان ہونے کا ہوا۔ اور اس لئے میں یہ شعر پڑھا کرتی ہوں:۔

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا
الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی

سادہ معاشرت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ مدینہ میں بھی آنحضرتؐ اندھیرے میں ہی تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ ان دنوں ہمارے گھروں میں راتوں کو چراغ نہیں جلا کرتے تھے۔

گھوڑ دوڑ

ایک دفعہ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کے سدھے ہوئے اور بے سدھے ہوئے سب گھوڑوں کو جمع کروا کر گھوڑ دوڑ کرائی۔ جو سدھے ہوئے تھے۔ اُن کی دوڑ مقام حفیار سے ثنیۃ الوداع تک ہوئی۔ اور جو سدھے ہوئے نہ تھے۔ اُن کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک۔

لا دو۔ لدا دو۔ اور لادنے والا ساتھ دو۔

آنحضرتؐ کے پاس ایک دفعہ علاقہ بحرین سے بہت سا مال آیا۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ اسے مسجد میں پھیلا دو۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ وہاں آ کر بیٹھ گئے۔ اور لوگوں کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ اتنے میں حضرت عباسؓ بھی آ گئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ مجھے بھی دیجئے۔ میں نے بدر کے موقعہ پر اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل دونوں کا فدیہ ادا کیا تھا اس لئے میرا گزارہ تنگی سے ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تم بھی لے لو حضرت عباسؓ نے چادر بچھا کر اُسے روپوں اور اشرفیوں سے بھر لیا پھر باندھ کر اُٹھانے لگے۔ تو اُٹھا نہ سکے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ان حاضرین میں سے کسی کو حکم دیجئے۔ کہ یہ بوجھ مجھے اُٹھوا دے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ اُنھوں نے کہا۔ کہ پھر آپؐ ہی مجھے اُٹھوا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس پر حضرت عباسؓ نے اس مال میں سے کچھ نکال دیا اور اُٹھانے لگے۔ پھر بھی وُہ بوجھ نہ اُٹھا۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کسی کو حکم دیں۔ کہ مجھے یہ اُٹھوا دے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ انھوں نے کہا نہیں تو آپؐ ہی اُٹھوا دیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ انھوں نے پھر اس چادر میں سے کچھ اور کم کر دیا۔ اور باقی بمشکل اُٹھا کر اپنے کندھے پر رکھا۔ اور چل دئے۔ آنحضرتؐ تعجب سے اُن کو جاتے ہوئے برابر دیکھتے رہے۔ جب تک کہ وُہ نظروں سے غائب نہ ہو گئے۔ پھر آپؐ نے وُہ مال تقسیم کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اسی وقت سب کا سب لوگوں کو بانٹ دیا ایک کوڑی باقی نہ رہی۔

نرمی کیا کرو

ایک دفعہ ایک گنوار آپؐ کی مسجد میں آیا۔ اور کھڑا ہو کر اس میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگوں نے اُسے پکڑ لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا چھوڑ دو۔ پورا پیشاب کر لینے دو۔ پھر اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا بہا دو۔ تم لوگ آسانی اور نرمی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ نہ کہ سختی کرنے کے لئے۔

نماز میں بچی کو بہلانا

حضرت ابو قتادہؓ صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کو ایک دن میں نے دیکھا۔ کہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپؐ کے کندھے پر اُمامہ آپؐ کی نواسی سوار تھیں۔ جب آپؐ سجدہ کرتے تو اُن کو زمین پر اُتار دیتے۔ اور جب کھڑے ہوتے۔ تو پھر اُن کو اُٹھا لیتے۔

سُورج گرہن

آنحضرتؐ کے زمانہ میں ایک دفعہ سُورج گرہن لگا۔ اُسی دن آنحضرتؐ کا بچہ ابراہیم فوت ہو چکا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا۔ کہ آپؐ کے بچہ کی وفات کے سبب سے سُورج کو گرہن لگا ہے۔ آنحضرتؐ نے جب یہ سُنا۔ تو فرمایا۔ کہ سُورج اور چاند کو نہ کسی کے مرنے کی وجہ سے گہن لگتا ہے۔ نہ کسی کے پیدا ہونے سے۔ یہ تو خدا تعالےٰ کی قدرت کے نشان ہیں۔ جب کبھی گرہن لگا کرے۔ تو تم لوگ نماز پڑھا کرو۔ اور دعائیں مانگا کرو۔

عبرت کا نظارہ

جس دن مکہ فتح ہوا۔ اس سے ایک دن پہلے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ کل انشاء اللہ ہمارا مقام خیف بن کنانہ (محصب) میں ہو گا۔ یہ وُہ جگہ تھی۔ جہاں چودہ پندرہ برس پہلے قریش اور کنانہ نے بنو ہاشم کے برخلاف آپس میں یہ عہد کیا تھا۔ کہ نہ تو ہم ان سے رشتہ کرینگے نہ اُن سے کوئی لین دین کرینگے۔ جب تک یہ لوگ آنحضرتؐ کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔

کیا خدا کی قدرت ہے۔ کہ جس میں دشمن آنحضرتؐ کو تباہ کرنے کا صلاح مشورہ کرتا ہے۔ اسی مکان میں آنحضرتؐ بطور مالک کے آ کر انہی لوگوں کے سامنے ڈیرہ لگاتے ہیں۔ پھر وہی مکہ جہاں سے آپؐ کو بے سروسامانی کی حالت میں نکالا گیا تھا۔ اس میں آپؐ بطور بادشاہ اور فاتح کے داخل ہوتے ہیں۔ اور جس جگہ آپؐ کے سر پر گندی اوجھڑیاں ڈالی جاتی تھیں۔ اسی جگہ آپؐ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور بڑے بڑے کفار آپؐ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور آپؐ فرماتے ہیں۔ جاؤ میں تم کو آزاد اور معاف کرتا ہوں۔ پھر جس کعبہ میں اکیلے خدا کی عبادت کرنے پر آپؐ کو اور آپؐ کے اصحاب کو ماریں پڑا کرتی تھیں۔ اسی کعبہ کی چھت پر بلالؓ بلند آواز سے اذان دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور ۳۶۰ بُت جو خدا کے گھر میں اس کی جگہ لئے بیٹھے تھے۔ ٹھوکریں مار مار کر وہاں سے اس طرح نکال دئے جاتے ہیں جس طرح کسی بادشاہ کے...

... دنیا میں کسی بادشاہ نے [illegible] نکالا [illegible] !!! اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

بانیٔ بہائیت اور دعوائے نبوت

اہل بہا کا اعلان اور مولوی ثناء اللہ کی حجابت

قرآن مجید نے آیت "ولو تقول علینا" (الحاقہ ۲) میں فرمایا ہے۔ کہ افترا علی اللہ کرنے والے کو زیادہ مہلت نہیں ملتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوئ نبوت کے بعد کی عمر کے لحاظ سے ۲۳ سالہ مہلت معیار صادقین قرار دی گئی۔ (نبراس)

اسی معیار کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری لکھتے ہیں:-

"نظام عالم میں جہاں اور قوانین خداوندی ہیں۔ یہ بھی ہے۔ کہ کاذب مدعیٔ نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے۔ کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔" (مقدمہ تفسیر ثنائی ص۱)

اس واضح معیار سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی صداقت بین طور پر ثابت ہے۔ آپ باوجود مخالفانہ منصوبوں کے قتل سے محفوظ رہے۔ بلکہ آپ کو ۲۳ سال سے زیادہ مہلت ملی۔ اس لاجواب دلیل کے مقابل پر بعض لوگ جناب بہاء اللہ ایرانی کو مدعی نبوت ظاہر کرتے اور انہیں ۲۳ سال مہلت پانے والے قرار دیتے ہیں۔ غیر احمدیان قادیان کے جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء کے موقعہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری نے بھی یہ کہا تھا۔ کہ بہاء اللہ ایرانی نبوت کے مدعی ہیں۔ اور پھر آپ نے اپنے اخبار میں بھی لکھا۔

"ایران میں ایک شخص شیخ بہاء اللہ پیدا ہوئے تھے جن کا دعویٰ تھا۔ کہ میں نبی ہوں۔ نبی بھی معمولی نہیں۔ بلکہ نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔" (اہلحدیث ۲۸ مارچ ۱۹۲۴ء)

جس پر مولوی صاحب کو بایں الفاظ چیلنج دیا گیا۔

"کیا آپ مدعی (بہاء اللہ) کے اپنے الفاظ میں یہ دعوے دکھا سکتے ہیں۔ کہ "میں نبی ہوں" اگر نہیں تو کیا آپ اس ڈینگ پر نادم نہ ہوں گے۔ جو آپ نے جلسہ غیر احمدیان قادیان پر ماری تھی۔ کہ میں بہائی لٹریچر سے بھی خوب واقف ہوں۔ اور بہائی کتب بھی میری الماری میں دھری ہیں۔" (الفضل ۸ اپریل ۱۹۲۸ء)

اگرچہ مولوی صاحب کوئی ایسا حوالہ نہ پیش کر سکے۔ مگر انہیں اپنی بات پر اصرار تھا۔ اس لئے وہ اکثر جناب بہاء اللہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بالمقابل پیش کرتے رہے۔ ہم نے بارہا سمجھایا۔ کہ بہائی لٹریچر میں اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں۔ کہ وہ نبوت کے مدعی تھے۔ ان کا دعویٰ صراحتاً الوہیت کا دعویٰ ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے سے انہیں کوئی نسبت نہیں۔

خود جناب بہاء اللہ نے صاف الفاظ میں لکھا ہے:-

"لا الٰہ الا انا المسجون الفرید (کتاب مبین) کہ سوائے میرے جو تنہا قید خانہ میں پڑا ہے اور کوئی خدا نہیں۔"

پھر اپنے متعلق لکھتے ہیں:-

"انّنی انا اللہ لا الٰہ الا انا المھیمن القیوم۔ کہ میں ہی خدا ہوں۔ جو المہیمن اور القیوم ہوں۔"
(طرازات طراز نمبر ۶ ص۱۳ مطبوعہ آگرہ)

اس قسم کی تحریریں تو ان کی بیسیوں موجود ہیں۔ مگر ایسی تحریر جس میں انہوں نے نبوت کا ادعا کیا ہو۔ ایک بھی موجود نہیں۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو۔ تو ہم اسے چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک تحریر ہی ایسی پیش کرے۔ بہائیوں کی ایک کتاب "الفرائد" میں ایک شیخ کے جواب میں صاف لکھا ہے:-

"ادعائے ایشاں ادعائے نبوت باشد محض وہم و گمان خود جناب شیخ است" ص۲۷۵ کہ جناب بہاء اللہ وغیرہ کو مدعی نبوت قرار دینا محض آپ کا وہم ہے۔

"مقام او مقام نیابت و خلافت و امامت نیست بل ظہور کلی الٰہی است" ص۲۸۲ ان کا مقام خلافت امامت یا نبوت کا مقام نہیں۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالے کے ظہور کلی کے مقام پر ہیں یعنی پورے طور پر خدا ہیں۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ جناب بہاء اللہ ایرانی ہرگز ہرگز نبوت کے مدعی نہ تھے۔ اور نہ ہی بہائی لوگ ایسا تسلیم کرتے ہیں۔ پس ان حالات میں بعض کم فہم لوگوں کا ان کو حضرت اقدس کے دعویٰ کے مقابلہ پر پیش کرنا سراسر غلطی ہے۔ بہائیوں کے اخبار "کوکب ہند" دہلی نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا ہے:-

(۱) "نہ آیۂ مبارکہ میں نبی کا لفظ ہے۔ نہ فرقان کے موعود کو نبی کہا گیا ہے۔ نہ اہل بہاء حضرت بہاء اللہ جل ذکرہٗ الاعظم کو نبی مانتے ہیں۔ اور کوکب ہند میں بارہا اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے۔" (کوکب ہند ۲۴ جون ۱۹۲۸ء ص۳)

(۲) "ہم حضرت بہاء اللہ کو سب دینوں کا موعود اور پرماتما کا اوتار جانتے ہیں۔" (کوکب ہند ۲ اگست ۱۹۲۸ء)

گویا جناب بہاء اللہ نہ نبی تھے۔ اور نہ انہیں خدا تعالے سے کلام پانے کا دعوے تھا۔ لہذا کسی کا حق نہیں۔ کہ لو تقول کے واضح معیار کو رد کرنے کے لئے بہاء اللہ ایرانی کو پیش کرے۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری کو بھی جو ہمیشہ بہاء اللہ کو مدعی نبوت بیان کیا کرتے تھے۔ لکھنا پڑا:-

"ہم تو یہی سمجھتے تھے۔ کہ کسی انسان کے لئے سب سے بڑا دعویٰ نبوت اور رسالت ہے۔ اس لئے ہم آج تک کہتے رہے۔ کہ شیخ بہاء اللہ نبوت کے مدعی تھے۔ مگر آج ان کی جماعت کے آرگن "کوکب ہند" نے ہمارے اس خیال کی بڑی سختی سے تردید کی۔"

پھر کوکب ہند ۲۴ جون ۱۹۲۸ء کا مندرجہ بالا حوالہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"بہت خوب! ہمیں کیا ضرورت کہ ہم ان (بہاء اللہ) کی نبوت پر اصرار کریں۔ اور ہمارے فاضل نامہ نگار مولوی محمد حسین صابری بریلوی کو کیا مطلب کہ وہ قادیانیوں کے حملہ سے ان کی مدافعت کریں۔ کہ شیخ بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ہم کا ہے کو کسی کا مسلمہ عقیدہ تبدیل کریں۔ یا تبدیل کرتے پر زور دیں۔ بلکہ ہم وہی کہیں گے۔ جو بہائی خود اپنا عقیدہ ظاہر کرینگے"
(اہلحدیث ۲ جولائی ۱۹۲۸ء ص۲)

مولانا سچ ہے۔

ہر چہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از ہزار رسوائی

اے کاش کہ آپ پہلے ہی "بہائی عقیدہ" معلوم کر کے خامہ فرسائی فرماتے۔ تو آج اہلحدیث ۲۸ مارچ ۱۹۲۴ء اور ۶ جولائی ۱۹۲۸ء کے مقابلہ سے آپ کو ذلت و رسوائی نصیب نہ ہوتی۔ افسوس کہ آپ نے احمدی محققین کی تحقیق سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ بہرحال مولوی ثناء اللہ صاحب کا مندرجہ بالا بیان احمدیت کی زبردست فتح ہے۔ اور کوکب ہند کا اعلان ان لوگوں کے لئے مسکت جواب ہے۔ جو بہاء اللہ کو نبی یا ملہم من اللہ ہونے کا دعویدار پیش کیا کرتے ہیں۔ نیز اس سے احمدی عقائد اور بہائی عقائد میں بھی نمایاں فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس جگہ اگر یہ سوال ہو۔ کہ باوجود دعویٰ الوہیت کے بہاء اللہ کیوں قتل نہ کیا گیا۔ اور کیوں اسے لمبی مہلت ملی۔ تو اس کا جواب قرآن کی آیت ومن یقل منھم الخ (الانبیاء ۲) میں موجود ہے۔ کہ خدا تعالے کا قانون ہے۔ کہ مدعی الوہیت کی سزا جہنم ہے۔ مگر مدعی نبوت کے لئے اسی دنیا میں قتل وغیرہ سزا مقرر ہے۔ کیونکہ دعوئے نبوت میں اشتباہ ممکن ہے۔ مگر الوہیت کے دعوے پر کسی شک کی گنجائش نہیں۔ ہاں یہ ایک عجیب واقعیت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دعوے کے ساتھ ہی بہائیت کا چراغ گل ہو گیا۔ اور بہاء اللہ ملک عدم کو چل بسا۔ سچ ہے

"لذاب کما یذوب الملح فی الماء"

خاکسار:- اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان

بیعت خلافت

سیدی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے بیعت قریباً ۱۹۰۳ء یا ۱۹۰۴ء میں کی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو اور حضور کی خلافت کے وقت میں احباب لاہور کے حصہ میں آیا تھا۔ مگر اب عرصہ کے بعد موقعہ ملا ہے۔ کہ میں بعد از غور اور تحقیق خلافت ثانیہ کے زمانہ میں تجدید بیعت خلافت کروں۔

پس حضور سے استدعا ہے۔ کہ میری بیعت تجدید منظور فرما کر دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالے بقیہ زندگی میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے۔ تبلیغ علوم دینیہ اور اشاعت امور حقہ اور استقامت کی توفیق بخشے۔ اور عاقبت محمود ہو۔ والسّلام

خاکسار مرزا شربت علی احمدی از پشاور۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء